Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم   نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیمِ   وَعَلٰی عَبدِ ہِ المَسِیحِ المَوعُود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 60

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly
BADR Qadian

www.alislam.org/badr

شمارہ 45

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
40 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 45 یورو

13 ذوالحجہ 1432 ہجری قمری۔ 10 نبوت 1390 ہش۔ 10 نومبر 2011ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور پیغامات

برموقع: اجتماع مجلس انصاراللہ بھارت واجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت 2011

لندن 16/10/11

QDN-8801/17.10.11

پیارے انصار بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ مجلس انصار اللہ بھارت کو امسال بھی اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اس موقعہ پر میں آپ کو دُعا کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعاؤں کے ہتھیاروں سے مسلح فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر ہمیں دعا کا حقیقی اِدراک اور عرفان عطا ہوا ہے۔ دشمن کے حملوں سے محفوظ رہنے کیلئے، تکمیل اشاعت دین کیلئے اور ہر طرح سے اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں رہنے کیلئے دعاؤں ہی سے طاقت ملتی ہے۔ گزشتہ خطبہ جمعہ میں بھی ساری جماعت کو دعاؤں پر زور دینے کی نصیحت کر چکا ہوں۔ اگر ساری جماعت دعاؤں کو اپنا معمول بنا لے اور اس میں تھکے نہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتوحات کے وعدے ہمارے قریب تر ہوتے چلے جائیں گے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جو اس میدان میں صاحب تجربہ تھے اور اللہ تعالیٰ سے قبولیت دعا کے بارہا نشان آپ کی تائید میں ظاہر ہوئے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’چاہیئے کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر نہایت تضرع اور زاری وابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچا دے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہو جاوے اس وقت دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچتی ہے...... جو شخص دعا سے لاپرواہی کرتا ہے اور اس سے دور رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا اور اس سے دور ہو جاتا ہے۔ جلدی اور شتاب کاری یہاں کام نہیں دیتی۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے جو چاہے عطا کرے اور جب چاہے عنایت فرمائے۔ سائل کا کام نہیں کہ وہ فی الفور عطا نہ کئے جانے پر شکایت کرے اور بدظنی کرے بلکہ استقلال اور صبر سے مانگتا چلا جاوے۔ دنیا میں بھی دیکھو جو فقیر اڑ کر مانگتے ہیں خواہ اس کو کتنی ہی جھڑکیاں دو اور جتنا چاہو گھُرکو مگر وہ مانگتے چلے جاتے ہیں اور اپنے مقام سے نہیں ہٹتے یہاں تک کہ کچھ نہ کچھ لے ہی مرتے ہیں اور بخیل سے بخیل آدمی بھی ان کو کچھ نہ کچھ دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پر انسان جب اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتا ہے اور بار بار مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ تو کریم رحیم ہے وہ کیوں نہ دے؟ دیتا ہے اور ضرور دیتا ہے مگر مانگنے والا بھی ہو۔

انسان اپنی شتاب کاری اور جلد بازی کی وجہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بالکل سچا ہے۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ پس تم اس سے مانگو اور پھر مانگو اور پھر مانگو۔ جو مانگتے ہیں ان کو دیا جاتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 616 تا 617 ایڈیشن 2003ء)

پس دعاؤں پر زور دیں۔ اجتماع کے دنوں میں بھی ذِکر الٰہی اور دعائیں کرتے رہیں اور پھر اس نیک عادت کو اپنی زندگیوں کا مستقل حصہ بنالیں۔ قادیان کی تو پہچان ہی دعائیں ہیں۔ اس لئے پہچان کو زندہ رکھیں۔ بھارت کی باقی مجالس کے انصار بھی دعاؤں کو اپنا شیوہ بنالیں۔ اپنے بچوں میں بھی بچپن سے دُعاؤں کا شعور اُجاگر کریں۔ اگر آپ دعا گو ہیں اور آپ کی اولادیں دعاؤں کی اہمیت کو سمجھ جائیں تو آپ کی آئندہ نسلوں کی بہترین تربیت کے سامان

(باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں)

لندن 01/10/11

QDN-8562/02/10/11

پیارے خدام واطفال

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ امسال بھی بھارت میں خدام واطفال کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے مجھ سے پیغام بھجوانے کی درخواست کی ہے۔ اس موقعہ پر میں آپ کو خلافت سے گہری وابستگی اور نظامِ جماعت کی اطاعت اور احترام کی نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اجتماع کا انعقاد ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور شاملین کو اس کی برکات سے فیضیاب فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت اور خلیفہ وقت کے مابین للّٰہی محبت کا جو لازوال رشتہ پایا جاتا ہے کرۂ ارض پر اس کی مثال نہیں ملتی۔ اخلاص و وفا کا یہ رشتہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ ہر دم پروان چڑھ رہا ہے۔ آج خلافت ہی کی وجہ سے آپ کو وحدت نصیب ہے۔ سب دنیا کے احمدی ایک ہاتھ پر جمع ہیں۔ آپ کو ہر جمعہ کو براہ راست خلیفۂ وقت کا خطبہ جمعہ سننے کا موقعہ ملتا ہے۔ اس لئے اس نعمتِ خداوندی پر خدا تعالیٰ کا شکر بجا لائیں اور شکر کا تقاضا یہ ہے کہ آپ خلیفہ وقت کے خطبات اور تقاریر کو پورے غور سے سنیں اور تمام نصائح پر عمل کیا کریں۔ آپ کے اجلاسات میں گھروں میں اور ماحول میں وقتاً فوقتاً خلافت کی اہمیت اور برکات کا تذکرہ ہوتا رہنا چاہیئے۔ خطوط کے ذریعہ اپنے حالات خلیفہ وقت کو لکھیں۔ جن کو خط لکھنا نہیں آتا انہیں لکھنا سکھائیں۔ جس قدر آپ کا خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق ہوگا اسی قدر آپ دعاؤں اور خلافت کی برکات سے فیضیاب ہوں گے۔ آپ کے آپس کے تعلقات مزید بہتر ہوں گے۔ اور باہم محبت و اخوت بڑھے گی۔

نظام کی اطاعت اور احترام بھی بہت ضروری ہے۔ خلافت اور نظام جماعت دونوں کا آپس میں گہرا رشتہ ہے۔ نظامِ جماعت بھی خلیفہ وقت ہی کے تابع ہے۔ ہر احمدی اپنے عہدیدار کی اطاعت کرے۔ ہر چھوٹا عہدیدار اپنے سے بڑے کی اطاعت کرے۔ عہدیداران سے عدمِ تعاون اور نظام جماعت کے خلاف آپس میں باتیں کرنا دینی کمزوری اور تقویٰ سے دوری کی علامت ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں اور ایسی مجالس سے ہمیشہ پرہیز کریں۔

نوجوانی کی عمر انسان کی زندگی کا بہت قیمتی حصہ ہوتا ہے۔ جہاں اپنی دنیوی تعلیم و تربیت کی طرف دھیان دیں وہاں جماعتی کاموں، دعاؤں اور عبادات کا شوق بھی اپنے اندر پیدا کریں۔ آپ احمدی خدام ہیں آپ کو اپنا مقام اور ذمہ داریاں سمجھنی چاہئیں۔ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ ماحول کے بداثرات سے اپنے آپ کو بچا کر رکھیں۔ اپنی سوچوں کو پاکیزہ اور مثبت بنائیں اور اپنے آپ کو نفع رساں وجود بنائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ان تمام نصائح پر عمل کی توفیق دے۔ آپ دین میں بھی ترقی کریں اور دنیوی ترقیات بھی آپ کو نصیب ہوں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین   والسلام   خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بدر بورڈ قادیان

سفید جھوٹ

آج دنیا کے کم وبیش ہر ملک میں مخالفین اسلام اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت میں کمربستہ ہیں۔اور دجالی چالوں اور شیطانی دھوکہ بازیوں سے مسلم ممالک کو نیست و نابود کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔لاکھوں مسلمانوں کا خون پانی کی مانند صحرائے عرب و سینا اور کوہ ہندوکش کی وادیوں میں بہہ رہا ہے۔یہ ایک ایسا دردناک غم ہے جو کسی بھی مخلص ہمدرد اسلام مسلمان کو کسی پل بھی کروٹ لینے نہیں دیتا اور ناسور بن کر اُسے ہر آن تکلیف پہنچا رہا ہے۔

ایک طرف بیرونی مخالفین اسلام پر تابڑتوڑ حملے کر رہے ہیں۔کبھی سویڈن و ڈنمارک میں پاک معصوم نبی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مضحکہ خیز خاکے بنائے جاتے ہیں تو کبھی یورپ و امریکہ کے کسی ملک میں نبی پاکؐ کے خلاف ہتک آمیز کتب شائع کی جاتی ہیں۔دوسری طرف اسلام کے نام نہاد ملّا جو اسلام کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں اسلام کو نقصان پہنچانے میں پیش پیش ہیں۔اسلام اور قرآن مجید کے یہ فرضی نام نہاد ٹھیکیدار اپنی جہالت اور تعصب کی تلوار سے اسلام اور قرآن کریم کی امن بخش تعلیمات و پیغامات کی دھجیاں اُڑا رہے ہیں۔آنحضرت ﷺ کے واضح ارشاد مبارک کہ جو شخص ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔ہمارا ذبیحہ کھائے۔وہ مسلمان ہے کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ نام نہاد مذہب کے ٹھیکیدار فتویٰ کفر کی قلم سے مسلمانوں کو کافر قرار دے رہے ہیں۔ان نام نہاد ٹھیکیداروں کو اس امر سے کوئی غرض نہیں کہ اُمت مسلمہ کس حال میں ہے۔عراق۔لیبیا، افغانستان، فلسطین کے مسلمانوں کا کیا حال ہے اور وہ کس طرح زندہ ہیں۔دشمنانِ اسلام مسلمانوں کا خون بہاتے ہیں تو بہائیں مسلم ممالک کو تباہ و برباد کرتے ہیں تو کریں انہیں ان امور سے کوئی مطلب نہیں۔انہیں صرف اس بات کی فکر ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت اسلام کا نام نہ لے۔احمدیہ مسلم جماعت قرآن مجید اور اسلام کی حسین پرامن تعلیمات کی تشہیر نہ کرے۔یہ نام نہاد علماء اس فکر میں گھلے جارہے ہیں کہ احمدی اپنے آپ کو مسلمان کیوں کہتے ہیں۔وہ اس بات کا اقرار کیوں کرتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ان کی زبانیں خداتعالیٰ کی توحید کے ترانے کیوں گاتی ہیں۔

ان نام نہاد مذہبی ٹھیکیداروں نے دلائل و براھین کے میدان میں احمدیہ مسلم جماعت کے ہاتھوں شکست فاش کھا کر پھر اب تشدد اور جھوٹ کا سہارا لیا ہے۔ایک زمانہ تھا کہ احمدیوں سے گفتگو کرتے وقت علماء وفات مسیح پر مباحثے کیا کرتے تھے مگر جب اس موضوع پر شکست فاش ہوئی تو ختم نبوت اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت پر مباحثے ہونے لگے مگر جب یہاں بھی ان کی دال نہ گلی تو اب ان نام نہاد مذہب کے ٹھیکیداروں نے تشدد اور جھوٹ کا سہارا لینا شروع کر لیا ہے۔ہندوستان میں جماعت کی حالیہ مخالفتوں میں ہمیں بنیادی طور پر یہی دو عناصر نظر آتے ہیں۔

احمدیوں کے بک سٹال کو جبراً ہٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔احمدیہ پروگراموں کو تشدد کا سہارا لیکر ٹی وی چینلز میں نشر ہونے سے روکا جاتا ہے۔احمدیوں کی قرآن مجید کی نمائش کے خلاف سڑکوں پر جلسے جلوس اور دھرنے دیئے جاتے ہیں۔یہ جبر نہیں تو کیا ہے؟۔جہاں عملی محاذ میں یہ نام نہاد علماء تشدد اور جبر کا سہارا لیکر گند اور فضولیات بکتے ہیں وہاں اخباروں رسالوں اور ویب سائٹوں میں جماعت کے خلاف جھوٹ اور نفرت کی تحریک جاری ہے۔چند ایک حالیہ گھڑے گئے سفید جھوٹوں کا جائزہ لیں تو ان کے مطابق جماعت احمدیہ پر یہ الزام لگائے جاتے ہیں کہ (۱) احمدیہ مسلم جماعت نے قرآن مجید میں تحریف کی ہے۔(۲) احمدیہ مسلم جماعت اور آر۔ایس۔ایس کا آپسی رشتہ۔(۳) احمدیہ مسلم جماعت وطن کی آزادی کی غدّار ہے۔وغیرہ۔

ان جھوٹوں کی فہرست میں ایک مزید سفید جھوٹ روزنامہ اُڑان جموں کشمیر نے جوڑا ہے۔اخبار مذکور اپنی اشاعت ۱۲ اگست ۲۰۱۱ء کے صفحہ 5 میں زیر عنوان ''دو اسلام دشمن طاقتوں کے مابین دوستی، لمحہ فکریہ'' لکھتا ہے کہ:۔

''جہاں تک خطہ کشمیر کا تعلق ہے یہاں قادیانی کشمیر کمیٹی کے قیام جیسا سے پہلے تھے ہی نہیں۔کشمیر کمیٹی جس کے نام پر کشمیریوں کو دھوکہ دیا گیا اور اس میں ڈاکٹر اقبال جہاں دیدہ شخص بھی عرصے تک شامل تھا۔اور انہی کافی وقت تک اس بات کا احساس بھی نہیں ہوا کہ یہ کمیٹی کشمیریوں کے حقوق کی بحالی یا آزادی کی آڑ میں اپنے جھوٹے نبی کو نبوت کی تبلیغ کے لئے کشمیر کے مظلوم لوگوں کی مظلومیت کا فائدہ اُٹھا رہی ہے۔اور اسی کا نتیجہ نکلا کہ پونچھ راجوری شوپیاں اور کولگام کا علاقہ بالائی علاقہ قادیانیت کی زد میں آنے کے بعد ان کی آماجگاہیں بن گئیں''۔

اخبار مذکور کا سفید جھوٹ عیاں ہے۔کشمیر کمیٹی جس کا ذکر کیا گیا ہے۔اس کا قیام 1932 میں کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کے حقوق کے قیام کے لئے کیا گیا۔اور اس بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ اور احمدیہ جماعت کی خدمات سنہری حروف میں لکھی گئی ہیں خطہ کشمیر میں احمدیت کے قیام کا جہاں تک تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی جماعت احمدیہ کی وفات 1908ء سے قبل ہی قائم ہو چکی تھی اور شوپیان اور کولگام کے علاقہ میں اُس وقت سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام قائم ہے۔اور اس علاقہ کے کئی بزرگان کو حضرت بانی جماعت احمدیہ کے ہاتھ پر بیعت کا شرف نصیب ہوا۔احمدیت کے خلاف سفید جھوٹ بولنے والے نام نہاد علماء اور قلم کاروں سے ہماری درخواست ہے کہ خدارا چند سکوں کی خاطر اپنی دنیا و عاقبت خراب نہ کریں اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ:۔''تمہیں جھوٹ سے بچنا چاہئے کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کا باعث بن جاتا ہے اور فسق و فجور سیدھا آگ کی طرف لے جاتے ہیں''۔اللہ تعالیٰ ان مخالفین احمدیت کو سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

منظوم کلام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرتِ سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم
سب نبیوں میں افضل و اکرم، صلی اللہ علیہ وسلم
نام محمدؐ کام مکرم صلی اللہ علیہ وسلم
ہادیٔ کامل، رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
آپؐ کے جلوۂ حسن کے آگے ، شرم سے نوروں والے بھاگے
مہر و ماہ نے توڑ دیا دم، صلی اللہ علیہ وسلم
اِک جلوے میں آناً فاناً بھردیا عالم ، کردیئے روشن
اُتر دکھن پورب پچھّم، صلی اللہ علیہ وسلم
اوّل وآخر شارع وخاتم صلی اللہ علیہ وسلم

ختم ہوئے جب کُل نبیوں کے دورِ نبوت کے افسانے
بند ہوئے عرفان کے چشمے، فیض کے ٹوٹ گئے پیمانے
تب آئے وہ ساقیٔ کوثر، مستِ مئے عرفان، پیمبر
پیر مغانِ بادۂ اطہر، مے نوشوں کی عید بنانے
گھر آئیں گھنگھور گھٹائیں جھوم اُٹھیں مخمور ہوائیں
جھک گیا ابر رحمت باری، آبِ حیاتِ نو برسانے
کی سیراب بلندی پستی، زندہ ہوگئی بستی بستی
بادہ کشوں پر چھا گئی مستی، اک اک ظرف بھرا برکھانے
اک برسات کرم کی پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

چارہ گروں کے غم کا چارہ، دُکھیوں کا امدادی آیا
راہنما بے راہرووں کا ، راہبروں کا ہادی آیا
عارف کو عرفان سکھانے، متقیوں کو راہ دکھانے
جس کے گیت زبور نے گائے وہ سردار منادی آیا
وہ جس کی رحمت کے سائے یکساں ہر عالم پر چھائے
وہ جس کو اللہ نے خود اپنی رحمت کی ردا دی، آیا
صدیوں کے مردوں کا محی صلِّ علیہ کیف یحی
موت کے چنگل سے انسان کو دلوانے آزادی آیا
جس کی دعا ہر زخم کا مرہم صلی اللہ علیہ وسلم

شیریں بول، انفاس مطہر، نیک خصائل پاک شمائل
حامل فرقاں عالم و عامل علم و عمل دونوں میں کامل
جو اُس کی سرکار میں پہنچا، اُس کی یوں پلٹا دی کایا
جیسے کبھی بھی خام نہیں تھا، ماں نے جنا تھا گویا کامل
اُس کے فیضِ نگاہ سے وحشی، بن گئے حلم سکھانے والے
معطی بن گئے شہرۂ عالم، اُس عالی دربار کے سائل
نبیوں کا سرتاج، ابن آدم کا معراج محمدؐ
ایک ہی جست میں طے کر ڈالے، وصلِ خدا کے ہفت مراحل
ربِّ عظیم کا بندۂ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

وہ احسان کا فسوں پھُونکا، موہ لیا دِل اپنے عدو کا
کب دیکھا تھا پہلے کسی نے ، حسن کا پیکر اس خوبو کا
نخوت کو ایثار میں بدلا، ہر نفرت کو پیار میں بدلا
عاشق جان نثار میں بدلا، پیاسا تھا جو خار لہو کا
اُس کا ظہور ، ظہور خدا کا، دکھلایا یوں نور خدا کا
بتکدہ ہائے لات و منات پہ طاری کردیا عالم ہو کا
توڑ دیا ظلمات کا گھیرا، دور کیا ایک ایک اندھیرا
جاء الحق وزھق الباطل۔ ان الباطل کان زھوقا
گاڑ دیا توحید کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم

خطبہ جمعہ

سچائی ایک ایسی چیز ہے جو نبی کے سچا ہونے کیلئے اور تبلیغ کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ ہے

ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو تبھی پورا کر سکتے ہیں جب اس خُلق کو اپنائیں گے۔تبھی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

جس سچے اور کامل نبی کے عاشقِ صادق کے ساتھ تم جُڑ گئے ہو یا جڑنے کا دعویٰ کرتے ہو اُس کے ساتھ حقیقت میں جڑنا تو تبھی ہوگا جب کوئی تم پر یہ کہہ کر انگلی نہ اُٹھائے کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ احمدیت کی فتح کے لئے سچائی کا ہتھیار ہے جو ہم نے استعمال کرنا ہے اب اسلام کی ترقی احمدیت کی ترقی سے وابستہ ہے لیکن اس ترقی کا حصہ بننے کیلئے اس سچائی کے پھیلانے کے لئے جو احمدیوں کی ذمہ داری ہے اُس کو ادا کرنے کے لئے ہمیں اپنے عمل بھی سچے کرنے ہوں گے۔

اگر ہم نے اُس غلبے کا حصہ بننا ہے جو اسلام کے لئے مقدر ہے انشاء اللہ، اگر ہم نے اُس غلبے کا حصہ بننا ہے جس کا وعدہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ساتھ بھی کیا ہے تو پھر ہمیں ہر آن اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم سچے ہیں؟ اپنے گھروں میں، اپنے ماحول میں، اپنے جماعتی معاملات میں، اپنے کاروباری معاملات میں ہمیں جائزے لینے ہوں گے۔اگر جائزے بے چینی پیدا کرنے والے ہیں تو پھر ہمیں فکر کی ضرورت ہے۔ بیشک احمدیت کا غلبہ تو یقینی ہے انشاء اللہ اور اس غلبے کو ہم ہر روز مشاہدہ بھی کر رہے ہیں، لیکن سچائی کا حق ادا نہ کرنے والے اس غلبے کا حصہ بننے سے محروم رہیں گے۔

اللہ کرے کہ ہم سچائی کے پھیلانے کا یہ روحانی حربہ استعمال کر کے دنیا کے سعید فطرتوں اور نیکیوں کے متلاشیوں کو جمع کر کے ان کے ذریعہ صدق کی ایسی دیواریں کھڑی کرنے والے بن جائیں جس کو کوئی جھوٹی اور شیطانی طاقت گرا نہ سکے۔اور پھر یہ صدق کا نور جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے وہ نور جو خدا تعالیٰ کے نور کا پرتو ہے دنیا میں پھیلے اور پھیلتا چلا جائے، انشاء اللہ، اور دنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو کر توحید کے نظارے دیکھنے والی بن جائے، اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 9 / ستمبر 2011ء بمطابق 9 / تبوک 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ -اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ-

سچائی ایک ایسا وصف ہے کہ جس کے اپنانے کے بارے میں صرف مذہب ہی نے نہیں کہا بلکہ ہر شخص جس کا کوئی مذہب ہے یا نہیں اس اعلیٰ خُلق کے اپنانے کا پُر زور اظہار کرتا ہے۔لیکن اگر ہم جائزہ لیں تو اس اظہار کے باوجود سچائی کے اظہار کا حق نہیں ادا کیا جاتا۔جس کو جب موقع ملتا ہے اپنے مفاد کے حصول کے لئے جھوٹ کا سہارا لیتا ہے۔انسان کی ذاتی زندگی سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک میں سچائی کا خُلق اپنانے کا جس شدت سے اظہار کیا جاتا ہے اُسی شدت سے وقت آنے پر اُس کی نفی کی جاتی ہے۔اپنے مفاد حاصل کرنے کے لئے روزمرہ کے معمولی معاملات میں بھی جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے اور وہ حقیقی سچائی جسے قولِ سدید کہتے ہیں اُس کی نفی ہو رہی ہوتی ہے۔کاروباری معاملات ہیں تو دنیا کا ایک بہت بڑا طبقہ اِن میں جھوٹ کا سہارا لیتا ہے۔معاشرتی تعلقات ہیں تو ان میں بسا اوقات جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ملکی سیاست ہے تو اس میں سچ کا خون کیا جاتا ہے۔ بین الاقوامی سیاست اور تعلقات ہیں تو اِس کی بنیاد بھی جھوٹ پر ہے۔اکثر دفعہ تو یہی دیکھنے میں آیا ہے۔حتی کہ مذہب جو خالصتاً سچائی کو لانے والا اور پھیلانے والا ہے اس میں بھی مفاد پرستوں نے جھوٹ کو شامل کر کے سچ کی دھجیاں بکھیر دی ہیں یا کوشش کرتے ہیں کہ سچ کو اس طرح چھپا دیں کہ سچ کا نشان نظر نہ آئے۔بعض لوگ تو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اتنا جھوٹ بولو کہ سچ جو ہے وہ جھوٹ بن جائے اور جھوٹ جو ہے وہ سچ بن جائے۔ یہ بے خوفی اور بیباکی سچائی کو ہر سطح پر پامال کرنے کی اس لئے پیدا ہوگئی ہے کہ خدا تعالیٰ پر یقین نہیں رہا۔ اگر خدا تعالیٰ پر یقین ہو تو ہر سطح پر جھوٹ کا سہارا اس طرح نہ لیا جائے جس طرح اس زمانے میں لیا جاتا ہے یا اکثر لیا جاتا ہے۔ ذاتی زندگی میں گھروں میں ناچاقیاں اس لئے بڑھتی ہیں کہ سچائی سے کام نہیں لیا جاتا اور اس سچائی سے کام نہ لینے کی وجہ سے میاں بیوی پر اعتماد نہیں کرتا اور بیوی میاں پر اعتماد نہیں کرتی اور جب بچے دیکھتے ہیں کہ ماں باپ بہت سے موقعوں پر جھوٹ بول رہے ہیں تو بچوں میں بھی جھوٹ بولنے کی عادت ہو جاتی ہے۔نئی نسل جب بعض غلط کاموں میں پڑ جاتی ہے وہ اس لئے کہ گھروں کے جھوٹ اُنہیں برائیوں پر اُبھارتے ہیں۔یوں لاشعوری طور پر یا شعوری طور پر اگلی نسلوں میں بجائے سچائی کی قدریں پیدا کرنے کے اُسے بعض گھر زائل کر رہے ہوتے ہیں۔ اپنے بچوں کو برباد کر رہے ہوتے ہیں۔پھر باقی معاشرے سے تعلقات کا بھی یہی حال ہے۔اسی طرح کاروباری جھوٹ ہیں۔جیسا کہ مَیں نے کہا بدقسمتی سے مسلمان ممالک میں یہ زیادہ عام بیماری ہے۔سچائی اور صداقت کا جتنا شور مچایا جاتا ہے اتنا ہی عملاً اس کی نفی کی جاتی ہے۔اسی طرح ملکی سیاست ہے اس میں عموماً جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے لیکن مسلمان کہلانے والے ممالک جن کو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچائی پر قائم رہنے اور جھوٹ سے نفرت کرنے کی تلقین کی ہے، بڑی شدت سے ہدایت دی ہے وہ اُتنا ہی جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔

گزشتہ دنوں پاکستان میں کراچی اور سندھ کے حالات پر جب ایک سیاستدان نے اپنے لوگوں سے ناراض ہوکر اندر کا تمام کچا چٹھا بیان کیا تو بعض سیاستدانوں اور تبصرہ نگاروں نے یہ تبصرہ کیا کہ سچائی کا اظہار سیاستدان کا کام نہیں ہے۔ سیاستدان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ کبھی سچ بولے۔ یہ اگر سچ بول رہا ہے تو یہ سیاستدان نہیں ہے بلکہ پاگل ہوگیا ہے۔ اس کا انکار نہیں کیا کہ جو باتیں ہیں وہ غلط ہیں، تبصرہ ہورہا ہے تو اس بات پر کہ یہ سچ بول رہا ہے اس لئے پاگل ہے۔ تبصرے والے کہتے ہیں کہ اس نے اپنی سیاسی زندگی اور دنیاوی منفعت کو داؤ پر لگا دیا ہے، جو صرف ایک پاگل ہی کرسکتا ہے۔ گویا ان کے نزدیک یہ سچائی اور صداقت زوال کا ذریعہ بنے گی۔ یہ تو ان کا حال ہے۔ پس ان کی نظر میں سیاست اور حکومت خدا کے قول پر حاوی ہے۔ اللہ اور اُس کا رسول کہتے ہیں جھوٹ نہ بولو۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ سیاست اور حکومت کے لئے جھوٹ بولو، اگر نہیں بولو گے تو تم غلط کرو گے۔ اس کے باوجود یہ لوگ پکے مسلمان ہیں اور احمدی غیر مسلم ہیں جو سچائی کی خاطر اپنے کاروباروں، منفعتوں اور جانوں کو داؤ پر لگائے ہوئے ہیں اس لئے کہ وہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہیں جس نے کہا ہے کہ جھوٹ شرک ہے اور اُس نبی کو ماننے والے ہیں جس پر آخری شرعی کتاب قرآنِ کریم نازل ہوئی اور جن کا فرمان ہے کہ تمام برائیوں کی اور گناہوں کی جڑ جھوٹ ہے۔

پھر بین الاقوامی سیاست ہے تو اس میں مسلمان حکومتیں ہوں یا مغربی حکومتیں ہوں اِن سب کا ایک حال ہے۔ اِن ملکوں کو جو آپس کے تعلقات میں عموماً سچائی کا اظہار کرتے ہیں۔ کچھ نہ کچھ ان میں سچ ہے۔ جب دوسرے ممالک کا سوال پیدا ہو، مسلمان ممالک کا سوال پیدا ہو، دوسری حکومتوں کا سوال پیدا ہو تو ان کی سچائی کے نظریے بالکل بدل جاتے ہیں۔ ان کا حال تو پہلے عراق پر جو حملے انہوں نے کئے اُسی سے پتہ چل گیا۔ جب صدام حسین کو اُتارنے کے لئے عراق کو تباہ و برباد کر دیا، اُس کے وسائل پر قبضہ کر لیا تو پھر کہہ دیا کہ ہمیں غلطی لگی تھی۔ جتنا ظلم اور خوفناک منصوبہ بندی اور خطرناک ہتھیاروں سے دنیا کو تباہ کرنے اور ہمسایوں کو زیرِ نگیں کرنے کی ہمیں اطلاعیں ملی تھیں کہ صدام حسین کرنا چاہتا ہے، اُتنا کچھ تو وہاں سے نہیں نکلا۔ پھر لیبیا کو نشانہ بنایا گیا تو اب کہتے ہیں کہ اصل میں غلط اطلاعیں تھیں۔ اتنا ظلم وہاں عوام پر نہیں ہو رہا تھا۔ تو یہ سب باتیں مغربی پریس ہی اب دے رہا ہے۔ انہی کے تبصرے آ رہے ہیں۔ پس پہلے جھوٹا پروپیگنڈہ کر کے حملے کئے جاتے ہیں۔ پھر سچا بننے کے لئے اپنے میڈیا کے ذریعے سے ہی کہہ دیا جاتا ہے کہ ہمیں غلطی لگی۔ جتنا کچھ ہمیں بتایا گیا تھا اُتنا کچھ ثابت نہیں ہوا۔ اصل میں تو یہ سچائی بھی جھوٹ چھپانے کے لئے ہے۔ مقصد وسائل پر قبضہ کرنا تھا جو ہوگیا لیکن اس کا موقع بھی مسلمان ہی مہیا کرتے ہیں۔ اگر سینکڑوں بلین ڈالرز کی ملک کی دولت عوام پر خرچ کی جائے تو نہ کبھی ملک کے اندر ایسے فتنے فساد اُٹھیں، نہ ان لوگوں کو دخل اندازی کی جرأت ہو۔

بہر حال خلاصہ کلام یہ کہ بین الاقوامی جھوٹ اور صداقت کو نہ صرف چھپانے بلکہ اس کی دھجیاں بکھیرنے میں عموماً تمام دنیا کی حکومتیں ہی اپنا اپنا کردار ادا کر رہی ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بچ جائیں گے۔ اگر اس دنیا میں بچ بھی جائیں تو ایک آئندہ زمانہ بھی آنا ہے، ایک آئندہ زندگی بھی ملنی ہے، ایک آئندہ دنیا بھی ہے جس میں تمام حساب کتاب ہونے ہیں۔

پھر ان دنیاداروں پر ہی بس نہیں ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مذہب کے نام پر مذہب کے نام نہاد علمبردار سچائی کو رَد کرتے ہیں اور جھوٹ کو فروغ دیتے ہیں۔ اس میں اسلام دشمن طاقتیں بھی ہیں جو اسلام کے خلاف ہیں اور اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے مخالفین بھی ہیں یعنی مسلمان بھی شامل ہیں جو اسلام دشمن طاقتوں کا ہی کردار ادا کر رہے ہیں۔ سچائی کو جانتے ہیں لیکن اپنے مفادات اور منبر کی خاطر جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ عوام الناس کے ذہنوں کو بھی زہر آلود کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھ رہے ہیں۔ کئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت کی کتب اور لٹریچر پڑھ کر درس دیتے ہیں، اُسی سے تقریریں تیار کرتے ہیں کیونکہ اس کے علاوہ ان کے پاس مخالفینِ اسلام کا منہ بند کرنے کے لئے کوئی دلائل نہیں ہیں، کوئی مواد نہیں ہے، لٹریچر نہیں ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جنہوں نے اسلام کا دفاع ایسے پُر زور اور پُر شوکت رنگ میں کیا ہے اور ایسے دلائل کے ساتھ کیا ہے کہ جس کو کوئی رَد نہیں کرسکتا۔ لیکن عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ پہلے بھی میں ایک دفعہ ذکر کر چکا ہوں اور ایک دو دفعہ نہیں، مختلف لوگوں کے بارے میں، علماء کے بارے میں جو ٹی وی پر آکر بڑے درس بھی دیتے ہیں اور تقریریں کرتے ہیں کسی نے بتایا ہے کہ خود اُنہوں نے اُن کے گھروں میں تفسیرِ کبیر کی اور کتب کی جلدیں دیکھی ہیں اور اس لئے نہیں کہ صرف اعتراض تلاش کریں۔ وہ تو ظاہر کرنے کے لئے کرتے ہی ہیں، لیکن خود انہوں نے بتایا کہ اس سے فائدہ اُٹھا کر یہ اپنے درسوں وغیرہ میں دلائل استعمال کرتے ہیں۔ تو ان لوگوں کو اسلام کی برتری ثابت ہونے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس لئے عوام الناس کو بھی سچائی کے راستے دیکھنے کے طریق کبھی نہیں بتائیں گے کہ کہیں اس سے ان کے منبر و محراب ہاتھ سے نہ نکل جائیں۔ اُس سے ہاتھ نہ دھونے پڑ جائیں۔ لیکن بہر حال یہ ان کی کوششیں ہیں اور ہر زمانے میں جب بھی اللہ تعالیٰ اپنے کسی فرستادے کو بھیجتا ہے تو مخالفین یہی کوششیں کرتے ہیں لیکن ایک اللہ تعالیٰ کی تقدیر بھی چلتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہمیشہ غالب رہتی ہے۔ سچائی کو ہی اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے غالب کرنا ہے اور اسی لئے ہمیشہ خدا تعالیٰ دنیا میں انبیاء بھیجتا آیا ہے کہ جب جھوٹ اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے جب فساد اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے، سچائی کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو اُس وقت یہ اللہ تعالیٰ کے فرستادے اور انبیاء آتے ہیں جو سچائی کو پھر دنیا میں قائم کرتے ہیں، جو مخالفت کے باوجود سچائی کا پرچار کرتے ہیں اور آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اُن کے راستے میں دشمن لاکھ روڑے اٹکائے مگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب ہو کر رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہمیشہ ان انبیاء کے ساتھ رہتی ہے، اُس کے فرستادوں کے ساتھ رہتی ہے، اُن کی مدد کرتی رہتی ہے۔ یہی اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ اس کو پورا فرماتا چلا جا رہا ہے۔ یہ جلسے کرتے ہیں جلوس نکالتے ہیں ظلم کرتے ہیں۔

اب سات ستمبر کے حوالے سے پاکستان میں جلسے ہوئے، ربوہ میں بھی جلسہ ہوا۔ بڑے بڑے علماء، جو ان کے چوٹی کے علماء آتے ہیں، آئے اور جلسوں کا نام رکھا ہوتا ہے 'تاجدارِ ختمِ نبوت کانفرنس'، اور وہاں سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دینے کے جماعت کے خلاف یاوہ گوئی کرنے کے اور کچھ نہیں ہو رہا ہوتا۔ ساری رات اسی طرح کی بیہودہ گوئی کرتے چلے جاتے ہیں اور پھر اللہ اور رسول کے نام پر۔ تو بہر حال یہ تو ان کا حال ہے لیکن اُس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی تقدیر چل رہی ہے اور جماعت کے قدم آگے سے آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی یہ تقدیر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے وعدوں کو پورا نہ کرے اور اُس کے بھیجے ہوئے غالب نہ آئیں تو پھر اللہ تعالیٰ تو نعوذ باللہ اپنے وعدوں میں غلط ثابت ہو اور دین پر سے انبیاء پر سے خدا تعالیٰ پر سے دنیا کا ایمان اُٹھ جائے۔ پس اللہ تعالیٰ تو اس ایمان کو قائم رکھنے کے لئے نیک فطرتوں کے ایمانوں کو بڑھانے کے لئے ایسے نظارے دکھاتا ہے جو ہر لمحہ اُن کے ایمان میں تقویت کا باعث بنتے ہیں۔ کچھ پرانے قصوں میں سچائی کے واقعات بیان کر کے اپنے ماننے والوں کے ایمان کو مضبوط کرتے ہیں، کچھ تازہ واقعات بیان کر کے اپنے دین کے بانی اور ان کے سچے ہونے کے واقعات سے متاثر کرتے ہیں اور اُس کے ماننے والے متاثر ہوتے ہیں، کچھ کو اللہ تعالیٰ اپنے بھیجے ہوئے کی سچائی کے بارے میں اطلاع دے کر رہنمائی فرماتا ہے۔ بہر حال مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی سچائی اور صدق ہی اُسے اپنے وقت میں، اپنی زندگی میں یعنی اُس نبی کی زندگی میں اُس فرستادے کی زندگی میں لوگوں کی توجہ کھینچنے کا ذریعہ بناتا ہے اور کچھ بعد میں دین کی ترقیات دیکھ کر، ماننے والوں کے عمل دیکھ کر، اُس جماعت کو دیکھ کر جو اُس نبی کے ساتھ جُڑی ہوتی ہے، خدا کی طرف سے رہنمائی پا کر ہدایت پاتے ہیں۔

بہر حال جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کرتے ہیں تو آپ کو لوگ، اُس زمانے کے کفار بھی صدوق وامین کے نام سے ہی جانتے تھے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، حدیث بنیان الکعبۃ...... صفحہ 155، ما دار بین رسول اللہ ﷺ وبین رؤساء قریش صفحہ 224 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی ہی تھی کہ جب آپ نے اپنے عزیزوں اور مکّہ کے سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ اگر مَیں تمہیں کہوں کہ اس ٹیلے کے پیچھے ایک فوج چھپی ہوئی ہے جو تمہیں نظر نہیں آ رہی تو کیا یقین کر لو گے۔ جو بظاہر ناممکن بات تھی کہ اُس کے پیچھے کوئی فوج چھپی ہو یہ ہو نہیں سکتا کہ نظر نہ آئے۔ لیکن اس کے باوجود سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تُو نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اس لئے ہم یقین کر لیں گے۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر، سورۃ تبت یدا ابی لھب باب 1/1 حدیث نمبر 4971)

پھر آپ نے اُن لوگوں کو تبلیغ کی۔ لیکن یہ دنیادار لوگ تھے۔ جو پتھر دل تھے اُن پر تو اس کا کوئی اثر نہیں ہوا، اُن کے انجام بھی بد ہوئے، کچھ بعد میں مسلمان ہوئے۔

تو بہر حال انبیاء اپنی سچائی سے ہی دنیا کو اپنی طرف بلانے کے لئے قائل کرتے ہیں۔ قرآنِ کریم نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغ کے ذکر کو بیان فرماتے ہوئے قرآنِ کریم میں آپ کے یہ الفاظ محفوظ فرمائے ہیں کہ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُراً مِّن قَبْلِهِ أَفَلاَ تَعْقِلُونَ (سورۃ یونس:17) یعنی پس میں اس سے پہلے بھی تمہارے درمیان ایک عمر گزار چکا ہوں کیا تم عقل نہیں کرتے۔ یہ وہ دلیل ہے جو نبوت کی سچائی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جانے کے متعلق دی کہ مَیں نے ایک عمر تمہارے درمیان گزاری ہے کبھی جھوٹ نہیں بولا اب بوڑھا ہونے کو آیا ہوں تو کیا اب جھوٹ بولوں گا اور وہ بھی خدا تعالیٰ پر؟ جس نے جھوٹ کو شرک کے برابر قرار دیا ہے اور یہ بھی میری تعلیم میں درج ہے۔ اور مَیں تو آیا ہی توحید کے قیام کے لئے ہوں۔ پس یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب تھا۔ پس انبیاء کی تبلیغ کا بہت بڑا ذریعہ اور ہتھیار اُن کی سچائی کا اظہار ہوتا ہے۔ اُن کی زندگی کے ہر پہلو میں سچائی کی چمک ہوتی ہے جس کا حوالہ دے کر وہ اپنی تبلیغ کرتے ہیں اپنا پیغام پہنچاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ الہام ہوا کہ وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ اور مَیں ایک عمر تک تم میں رہتا رہا ہوں کیا تم کو عقل نہیں۔

اس بارے میں ''نزول المسیح'' میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''قریباً 1884ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس وحی سے مشرف فرمایا کہ وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُراً مِّن قَبْلِهِ أَفَلاَ تَعْقِلُونَ۔ اور اس میں عالم الغیب خدا نے اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ کوئی مخالف کبھی تیری

سوانح پر کوئی داغ نہیں لگا سکے گا۔ چنانچہ اس وقت تک جو میری عمر قریباً پینسٹھ سال ہے (جب آپ نے یہ لکھا فرمایا کہ میری عمر پینسٹھ سال ہے) کوئی شخص دُور یا نزدیک رہنے والا ہماری گزشتہ سوانح پر کسی قسم کا کوئی داغ ثابت نہیں کرسکتا بلکہ گزشتہ زندگی کی پاکیزگی کی گواہی اللہ تعالیٰ نے خود مخالفین سے بھی دلوائی ہے جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے نہایت پُر زور الفاظ میں اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں کئی بار ہماری اور ہمارے خاندان کی تعریف کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اس شخص کی نسبت اور اس کے خاندان کی نسبت مجھ سے زیادہ کوئی واقف نہیں اور پھر انصاف کی پابندی سے بقدر اپنی واقفیت کے تعریفیں کی ہیں۔ پس ایک ایسا مخالف جو تکفیر کی بنیاد کا بانی ہے پیشگوئی وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ کا مصدق ہے"۔ (نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 590)

پس سچائی ایک ایسی چیز ہے جو نبی کے سچا ہونے کے لئے اور تبلیغ کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ ہے، تبھی تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے انبیاء کی اس بات کو کہ مَیں ایک عمر تک تم میں رہا ہوں کبھی جھوٹ نہیں بولا کیا اب بولوں گا، اس بات کو اپنے پیاروں کی ایک بہت بڑی خاصیت اور صفت کے طور پر پیش فرماتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ اقتباس بھی جو پڑھا ہے، آپ نے سنا۔ جب آپ کی سیرت پر دشمن بھی داغ نہیں لگا سکے تو سچائی جو سیرت کا سب سے اعلیٰ وصف ہے اس کے بارے میں کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ جھوٹے ہیں۔ آجکل کے مولوی یا جو بھی اعتراض کرنے والے ہیں جو مرضی کہتے رہیں۔ ہاں منہ سے بَک بَک کرتے ہیں کرتے رہیں لیکن کسی بات کو ثابت نہیں کر سکے۔ اور آج بھی جو لوگ نیک نیت ہیں اور نیک نیت ہو کر خدا تعالیٰ سے ہدایت اور مدد مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی ثابت فرماتا ہے۔

ابھی گزشتہ جمعہ پر مَیں نے بعض واقعات بیان کئے تھے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کی تصدیق فرمائی جن لوگوں نے خالص ہو کر نیک نیت ہو کر اللہ تعالیٰ سے مدد اور دعا مانگی۔ پس یہ سچائی ہے جس کو انبیاء لے کر آتے ہیں جس کا اظہار اُن کی زندگی کے ہر پہلو سے ہوتا ہے اور یہ سچائی ہی ہے جس کو ہم نے (جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے ہیں) دنیا پر ظاہر کرنا ہے۔ کیونکہ انبیاء کے ماننے والوں کا بھی کام ہے کہ جس نبی کو وہ مانتے ہیں اُس کی سچائی کے بارے میں بھی دنیا کو بتائیں۔ اُنہیں بھی ہدایت کے راستوں کی طرف لائیں اور اس زمانے میں اسلام ہی وہ آخری مذہب ہے جو سب سچائیوں کا مرکز ہے۔ یہی وہ واحد مذہب ہے جو اپنی تعلیم کو اصلی حالت میں پیش کرتا ہے۔ یہی وہ واحد مذہب ہے جس میں ابھی تک خدا تعالیٰ کی کتاب اپنی اصل حالت میں موجود ہے اور انشاء اللہ قیامت تک موجود رہے گی۔ یہ قرآنِ کریم کا دعویٰ ہے جو سچائی اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ باقی سب مذہبی کتب میں کہانیوں اور قصوں اور جھوٹ کی ملونی ہو چکی ہے۔ پس اس سچائی سے دنیا کو روشناس کروانا ایک مسلمان کا فرض ہے۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت تو خود غلط کاموں میں پڑی ہوئی ہے جیسا کہ پہلے بھی میں نے بیان کیا وہ کسی کو سچائی کا کیا راستہ دکھائیں گے۔

ایک موقع پر غیروں کے ساتھ ایک مجلس ہو رہی تھی۔ اکثریت عیسائی تھے، اکثریت کیا بلکہ تمام ہی عیسائی تھے۔ تو یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ پیغام لے کر آئے ہیں اور تمام دنیا کے لئے پیغام ہے، مسلمانوں کے لئے بھی ہے، عیسائیوں کے لئے بھی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جو نیک فطرت ہیں وہ آپ کے ہاتھ پر جمع ہوں گے، چاہے وہ عیسائی ہوں یا ہندو ہوں یا کوئی ہو۔ تو اُس عیسائی نے ایک بات کی غالباً کسی یونیورسٹی کا پروفیسر تھا لیکن مذہب سے اُس کا کافی تعلق تھا۔ مجھے کہنے لگا پہلے مسلمانوں کی اصلاح کرلیں پھر ہماری عیسائیوں کی اصلاح کریں۔ تو بہرحال اُس کو جواب تو میں نے اُس وقت دیا لیکن یہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی اصلاح ہونا ضروری ہے اور مسلمانوں کی وجہ سے ہی بعض دفعہ شرمندگی اُٹھانی پڑتی ہے۔ لیکن بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اس لئے آئے تھے تاکہ مسلمانوں کی بھی اصلاح کریں اور مسلمانوں کے لئے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی حکم فرمایا تھا کہ جب وہ امام مہدی آئے تو تم اُس کو ماننا، چاہے برف کی سِلوں پر جا کر ماننا پڑے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی حدیث نمبر 4084)

لیکن ہم احمدی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کی جماعت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہم نے یہ سچائی کا پیغام دنیا کو پہنچانا ہے، لیکن کس طرح؟ پہلے تو ہمیں اپنے آپ کو سچا ثابت کرنا ہوگا۔ انبیاء نے اپنی سچائی کی دلیل اپنی زندگی میں سچ کی مثالیں پیش کر کے دی کہ روزمرہ کے عام معاملات سے لے کر انتہائی معاملات تک کسی انسان سے تعلق میں، Dealing میں کبھی ہم نے جھوٹ نہیں بولا۔ پس یہ سچائی کا اظہار ہمیں بھی اپنی زندگیوں میں کرنا ہوگا۔ اور یہی کام ہے جو انبیاء کے ماننے والوں کا ہے کہ جس طرح انبیاء اپنی مثال دیتے ہیں اُن کے حقیقی ماننے والے بھی اپنی سچائی کو اس طرح خوبصورت کر کے پیش کریں کہ دنیا کو نظر آئے۔ ہمیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنے کا حکم ہے۔ پس اس اسوہ پر چلتے ہوئے سچائی کے خُلق کو سب سے زیادہ ہمیں اپنانا ہوگا۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو تبھی پورا کر سکتے ہیں جب اس خُلق کو اپنائیں گے۔ تبھی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن سچائی کے یہ معیار تبھی حاصل ہوں گے جب ہم ہر سطح پر خود اپنی زندگی کے ہر لمحے کو سچائی میں ڈھالیں گے۔ ہماری گھریلو زندگی سے لے کر ہماری باہر کی زندگی اور جو بھی ہمارا حلقہ اور ماحول ہے اُس میں ہماری سچائی ایک مثال ہوگی، تبھی ہماری باتوں میں بھی برکت ہوگی، تبھی ہمارے اخلاق اور سچائی دوسروں کو متأثر کر کے احمدیت اور اسلام کے قریب لائیں گے۔ پس اس کے لئے ہمیں ایک جدوجہد اور کوشش کرنی ہوگی۔ اپنے عملوں کو سچائی سے سجانا ہوگا۔ اگر ہم چھوٹے چھوٹے مالی فائدوں کے لئے جھوٹ کا سہارا لینے لگ گئے تو پھر ہماری باتوں کا کیا اثر ہوگا۔

جیسا کہ پہلے مَیں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں اگر ہم غلط بیانی کر کے مثلاً حکومت سے، کونسل سے مالی مفاد حاصل کر رہے ہیں، اگر ہم اپنے ٹیکس صحیح طور پر ادا نہیں کر رہے تو پکڑے جانے پر پھر جماعت کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں کیونکہ احمدی کا ہر ایک کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ احمدی ہے اور جب بدنامی ہو جائے تو پھر تبلیغ کیا ہوگی؟ کس طرح ثابت کریں گے کہ جس جماعت سے آپ کا تعلق ہے جس کا دعویٰ ہے کہ احمدی برائیوں میں ملوث نہیں ہوتے، قانون کے پابند رہتے ہیں، باقی مسلمانوں سے مختلف ہیں کیونکہ انہوں نے اس زمانے میں اُس شخص کی بیعت کی ہے جو دنیا کی رہنمائی کے لئے آیا ہے تو یہ ثابت کرنا مشکل ہو جائے گا۔ پس یہ ثابت کرنے کے لئے ہمیں اپنے عملوں کو درست کرنا ہوگا، چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنا ہوگا۔ ہم کس طرح ثابت کریں گے کہ ہم وہ لوگ ہیں جو قرآن وسنت پر عمل کرنے والے ہیں۔ پس ہمیں اس کام کو پھیلانے کے لئے جماعت کی نیک نامی کے لئے اپنی ذاتی اصلاح کی طرف بھی بہت کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ جھوٹ پکڑے جانے پر نہ صرف ہم اپنے آپ کو مشکل میں ڈالتے ہیں بلکہ جماعت اور اسلام کی بدنامی کا باعث بھی بنتے ہیں۔ پھر بعض دوسری بداخلاقیاں ہیں۔ بعض نوجوانوں کا غلط قسم کی صحبت میں اُٹھنا بیٹھنا ہے۔ پھر میاں بیوی کے گھریلو جھگڑے ہیں، پہلے بھی مَیں نے عرض کیا، جن میں بعض اوقات پولیس تک معاملے پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں پھر کوئی نہ کوئی فریق غلط بیانی سے کام لیتا ہے۔ تو بہرحال یہ سب چیزیں جماعت کی بدنامی کا باعث بنتی ہیں اور معاشرے میں غلط اثر قائم ہو کر تبلیغ میں روک کا بھی باعث بنتی ہیں۔ پھر اس کے علاوہ اگر غلط بیانی کی عادت پڑ جائے تو جماعت کے اندر بھی اپنے معاملات میں جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے اور پھر اس جھوٹ سے ہر معاملے میں بے برکتی پڑتی چلی جاتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اس سے گھروں میں بھی بچوں پر بُرا اثر پڑ رہا ہوتا ہے۔ بات کا اثر نہیں ہوتا۔ کئی بچے بچیاں مجھے لکھ بھی دیتے ہیں کہ ہمارا باپ باہر بظاہر بڑا نیک شریف اور سچا اور کھرا مشہور ہے۔ خدمت کرنے والا بھی ہے لیکن گھروں کے اندر ہمیں پتہ ہے غلط باتیں کرنے والا ہے اور سچائی سے ہٹا ہوا ہے۔ تو ایسے باپوں کا بچوں پر کیا اثر ہوگا یا ایسی ماؤں کا بچوں پر کیا اثر ہوگا جو غلط بیانی سے کام لیتی ہیں؟ اگر پوچھو تو پھر جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے کہ ہم ٹھیک ہیں۔ سب ٹھیک ہے۔ تو پھر ایسے لوگوں کی تبلیغ کا اور بات کا بھی اثر نہیں ہوتا۔ جن کے گھروں کے بچوں پر ہی اثر نہیں ہو رہا جن کے گھروں کے بچے ہی اُن سے غلط اثر لے رہے ہیں، اُن پر غلط اثر قائم ہو رہا ہے وہ باہر کیا اصلاح کریں گے؟

پس اس بات کا ہر احمدی کو بہت زیادہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم میں یہ باتیں پیدا ہو رہی ہیں اور بڑھ رہی ہیں تو پھر تو ہم اُن لوگوں میں شمار ہوں گے جو کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ ہم یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ احمدیت سچی ہے، حقیقی اسلام ہے۔ ہم یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ 'محبت سب کے لئے ہے نفرت کسی سے نہیں' لیکن سب سے پہلے تو ہم نے اپنے گھروں کو محبت دینی ہے وہاں سچائی قائم کرنی ہے۔ اپنے عزیزوں، رشتے داروں کو محبت دینی ہے، اپنی جماعت کے افراد کو محبت دینی ہے، اپنے ماحول کو محبت دینی ہے، تبھی ہماری محبت وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جائے گی، تبھی سچائی سے آگے سچائی پھیلتی چلی جائے گی۔ ورنہ ہمارا یہ نعرہ کھوکھلا ہے۔ ہم جھوٹے نعرے لگا رہے ہیں۔ ہمارے گھروں میں تو بے چینیاں ہوں اور ہم دوسروں کو بلا رہے ہوں کہ آؤ اور سچائی کو پا کر اپنی بے چینیوں کو دور کرو۔ ہم دوسروں کو جا کر تو محبت کی تبلیغ کر رہے ہوں اور اپنے ہمسایوں سے ہمارے تعلقات اچھے نہ ہوں جس کا سب سے زیادہ حق ہے۔ قرآنِ کریم میں ہمسائے کا سب سے زیادہ حق لکھا ہے۔ اسلام میں سب سے زیادہ حق ہمسائے کو دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تمہارا دینی بھائی بھی تمہارا ہمسایہ ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد چہارم صفحہ 215 مطبوعہ ربوہ) یہ صرف گھر سے گھر جڑنا ہمسائیگی نہیں ہے بلکہ ہر دینی بھائی جو ہے وہ تمہارا ہمسایہ ہے اُس کا حق ادا کرو۔ پس اگر ہم سچے ہیں تو آپس کے تعلقات کو بھی مضبوط جوڑنا ہوگا ورنہ ہماری تبلیغ بے برکت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف:3) (کہ اے وہ لوگو) جو ایمان لائے ہو تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ کیونکہ اگر تمہارے عمل تمہارے قول کا ساتھ نہیں دے رہے تو یہ منافقت ہے اور اس میں کبھی برکت نہیں پڑ سکتی۔ اس سے ہمیشہ بے برکتی پیدا ہوگی۔ ایمان کو اپنے قول وفعل کے تضاد سے داغدار نہ کرو۔ جس سچے اور کامل نبی کے عاشقِ صادق کے ساتھ تم جُڑ گئے ہو یا جڑنے کا دعویٰ کرتے ہو اُس کے ساتھ حقیقت میں جڑنا تو تبھی ہوگا جب کوئی تم پر یہ کہہ کر انگلی نہ اُٹھائے کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ اگر یہ جھوٹا ہے تو ہر کہنے والا یہی کہے گا کہ یہ خود جھوٹا ہے تو جس کے ساتھ جڑ کر یہ سچائی کا اعلان کر رہا ہے تو اس کی سچائی بھی محلِ نظر ہوگی۔ تبھی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے ساتھ جڑ کر ہمیں بدنام نہ کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد چہارم صفحہ 145۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ احمدیت کی فتح کے لئے سچائی کا ہتھیار ہے جو ہم نے استعمال کرنا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کی تعلیم سچی ہے، قرآنِ کریم سچا ہے اور اس تعلیم نے تا قیامت رہنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری شرعی نبی ہیں اور اب کوئی نئی شریعت، کوئی نئی سچائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں اُترنی۔ نبوت کے

تمام کمال آپؑ پر ختم ہو چکے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کا دعویٰ سچا ہے۔ آپ ہی وہ مسیح و مہدی موعود ہیں جن کے آنے کی پیشگوئی تھی اور اب اسلام کی ترقی احمدیت کی ترقی سے وابستہ ہے لیکن اس ترقی کا حصہ بننے کے لئے، اس سچائی کے پھیلانے کے لئے جو احمدیوں کی ذمہ داری ہے اُس کو ادا کرنے کے لئے ہمیں اپنے عمل بھی سچے کرنے ہوں گے۔ اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنے ہوں گے جس تعلیم کی ہم تبلیغ کر رہے ہیں۔ پس اگر ہم نے اُس غلبے کا حصہ بننا ہے جو اسلام کے لئے مقدر ہے انشاء اللہ، اگر ہم نے اُس غلبے کا حصہ بننا ہے جس کا وعدہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ساتھ بھی کیا ہے تو پھر ہمیں ہر آن اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم سچے ہیں؟ اپنے گھروں میں، اپنے ماحول میں، اپنے جماعتی معاملات میں، اپنے کاروباری معاملات میں ہمیں جائزے لینے ہوں گے۔ اگر جائزے بے چینی پیدا کرنے والے ہیں تو پھر ہمیں فکر کی ضرورت ہے۔ بیشک احمدیت کا غلبہ تو یقینی ہے انشاء اللہ اور اس غلبے کو ہم ہر روز مشاہدہ بھی کر رہے ہیں، لیکن سچائی کا حق ادا نہ کرنے والے اس غلبے کا حصہ بننے سے محروم رہیں گے۔

پس یہ لمحہ فکریہ ہے، غور کرنے کا مقام ہے، اس بات کو سوچنے کی ضرورت ہے کہ سچائی کو پا کر ہم کس طرح اپنے عملوں کو جھوٹ سے پاک کرنے والے بنیں۔ ہمیشہ ہمارے پیشِ نظر رہنا چاہئے کہ جھوٹ شرک ہے۔ جن احمدیوں نے سچائی کے اظہار اور اسے قائم رکھنے کے لئے قربانیاں دی ہیں یا دے رہے ہیں وہ اصل میں شرک کے خلاف قربانیاں دے رہے ہیں۔ وہ خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم کرنے کے لئے قربانیاں دے رہے ہیں۔ وہ جابر انتظامیہ اور حکومت اور ظالم مُلّاں کی اس بات کے خلاف قربانیاں دے رہے ہیں کہ اگر تم زندگی چاہتے ہو، اگر تم اپنے مالوں کو محفوظ کرنا چاہتے ہو، اگر تم اپنے بچوں کا سکون چاہتے ہو تو پھر سچائی کو چھوڑ دو اور جھوٹ کو اختیار کر کے ہمارے پیچھے چلو۔ پس یہ قربانیاں کرنے والے جو مقصد ادا کر رہے ہیں ہم باہر رہنے والوں کا بھی فرض ہے کہ ہر وہ احمدی جو نسبتاً سکون سے زندگی گزار رہا ہے اُس کا یہ فرض ہے کہ سچائی کے معیار کو اتنا بلند کرے کہ جھوٹ اپنی موت آپ مر جائے۔ اور جب ہم نیک نیتی سے اس مقصد کے حصول کے لئے کوشش کر رہے ہوں گے تو یقیناً جھوٹ کو فرار اور موت کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہوگا۔

ابوسفیان نے فتح مکّہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی عرض کیا تھا کہ اگر ہم سچے ہوتے اور ہمارے معبود سچے ہوتے اور طاقتور ہوتے، کسی قدرت کے مالک ہوتے تو جس کسمپرسی کی حالت میں آپ مکّہ سے نکلے تھے اور آپ کے ختم کرنے کی جو کوششیں ہم نے کی ہیں اُس کی وجہ سے آج آپ کی جگہ ہم بیٹھے ہوتے۔ لیکن ہمیشہ کی طرح یہ ثابت ہو گیا کہ جس طرح آپ اپنی زندگی کے ہر معاملے میں سچائی کا اظہار کرتے رہے اور جس طرح آپ کے منہ سے ہمیشہ سچی بات کے علاوہ اور کچھ نہیں نکلا آج یہ ثابت ہو گیا کہ آپ کا اعلان کہ سچ اور صدق یہی ہے کہ اس عالمِ کون کا ایک خدا ہے، اُس کی عبادت کرو اُس کی بندگی کا حق ادا کرو وہی سچا خدا ہے۔ یقیناً آپ کا یہ اعلان بھی سچا تھا اور سچا ہے اور اسلام کا خدا یقیناً سچا خدا ہے اور اُس کے ماننے والے بھی سچے ہیں۔ اس لئے ابوسفیان نے اعلان کیا کہ مَیں بھی کلمہ پڑھتا ہوں اور اسلام میں داخل ہوئے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد از علامہ محمد بن یوسف صالحی جلد 5 صفحہ 217 فی غزوۃ الفتح الاعظم دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

پس یہ تھے وہ سچائی کے نمونے جو دنیا نے دیکھے۔ جس نے سخت ترین دشمنوں کو بھی حق کی دہلیز پر لا ڈالا۔ پس جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو عظیم فساد کی حالت میں دیکھا اور سچائی کے نور سے اس فساد کو ختم کر کے باخدا انسان بنا دیا۔ مشرکوں کو توحید پر قائم کر دیا۔ کفارِ مکہ کے تکبّر اور جھوٹ کو سچائی نے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں نے پارہ پارہ کر دیا آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی یہی وعدے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ آپ کے ذریعہ بھی اسلام کا غلبہ ہونا ہے لیکن ہمیں باخدا بننے کی ضرورت ہے۔ سچائی کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے۔ سچائی پر قائم رہتے ہوئے اپنے ایمانوں کو قوی کرنے کی ضرورت ہے تا کہ یہ نظارے دیکھ سکیں۔ ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر عہدِ بیعت کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے، سچائی کو قائم کریں گے اور جھوٹ اور شرک کا خاتمہ کریں گے۔ پس آج سچائی کا اظہار اور صداقت کا قائم کرنا احمدیوں کا کام ہے۔ کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے صادقِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کی بیعت کر کے سچائی کو دنیا میں قائم کرنے کا عہد کیا ہے اور عہدوں کے پورا کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہم پوچھے جائیں گے۔ پس بڑے فکر اور خوف کا مقام ہے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ہم نے اپنے آپ کو سچائی کا نمونہ نہ بنایا تو پھر ہم کبھی توحید کو قائم کرنے اور اُس صدق کو پھیلانے والے نہیں بن سکتے جس کی تکمیل و اشاعت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے۔ وہ صدق جو آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا تھا لیکن مسلمانوں کی ہی شامتِ اعمال کی وجہ سے وہ صدق آج دنیا سے مفقود ہے اور دنیا ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) کا نمونہ بنی ہوئی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں پر بے انتہا احسان کرنے والا ہے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور آپ کے ذریعے ایک جماعت کو قائم کر کے اس کے دُور کرنے کے سامان بھی پیدا فرما دیئے ہیں۔ خلافت علیٰ منہاج نبوت کے ذریعے ایک جماعت کا قیام کر کے ہمیں سچائی کے قائم کرنے کی اُمیدیں بھی دلا دی ہیں۔ پس ہر سطح پر اس فساد کو دور کرنا اور سچائی کو قائم کرنا اور اس کے لئے کوشش کرنا ہر اُس احمدی کا کام ہے جو اپنے آپ کو جماعت سے منسوب کرتا ہے۔ ہمیں اس فساد اور جھوٹ کو گھروں سے بھی ختم کرنا ہے جو گھروں میں فتنے کا باعث بنا ہوا ہے۔ ہمیں اس فساد کو محلّوں سے بھی ختم کرنا ہے۔ ہمیں اس فساد اور جھوٹ کو شہروں سے بھی ختم کرنا ہے اور ہمیں اس فساد اور جھوٹ کو اس دنیا سے بھی ختم کرنا ہے تا کہ دنیا میں پیار اور محبت اور امن اور صلح کا ماحول قائم ہو جائے۔

ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس رسول کے ماننے والے ہیں جو تمام دنیا کے فتنوں اور فسادوں کو ختم کرنے آیا تھا جو دنیا کے لئے ایک رحمت بن کے آیا تھا، جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الانبیاء:108) کہ ہم نے تجھے دنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پس دنیا میں سچائی کا بول بالا کر کے اور فسادوں کو دُور کر کے اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت کا باعث بننا ہے۔ پس آج یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس اصدق الصادقین اور رحمۃ للعالمین کی سنت پر قائم ہوں۔ اپنوں کو بھی سچائی کے اظہار سے اپنا گرویدہ کریں، پیار و محبت کا پیغام پہنچائیں اور غیروں کو بھی صدق کے ہتھیار سے مغلوب کریں۔ پستول، بندوقیں، رائفلیں اور توپیں تو گولیاں اور گولے برسا کر زندگیوں کو ختم کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں لیکن جو سچائی کا ہتھیار ہم نے اپنے عملوں اور اظہار سے چلانا ہے اور کرنا ہے یہ زندگی بخشنے والا ہتھیار ہے۔ پس اس ہتھیار کو لے کر آج ہر احمدی کو باہر نکلنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کرے کہ ہم سچائی کے پھیلانے کا یہ روحانی حربہ استعمال کر کے دنیا کے سعید فطرتوں اور نیکیوں کے متلاشیوں کو جمع کر کے ان کے ذریعہ صدق کی ایسی دیواریں کھڑی کرنے والے بن جائیں جس کو کوئی جھوٹی اور شیطانی طاقت گرا نہ سکے۔ اور پھر یہ صدق کا نور جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے وہ نور جو خدا تعالیٰ کے نور کا پرتَو ہے دنیا میں پھیلے اور پھیلتا چلا جائے، انشاء اللہ، اور دنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو کر توحید کے نظارے دیکھنے والی بن جائے، اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔

آج بھی ایک افسوسناک خبر ہے۔ مَیں جمعہ کے بعد انشاء اللہ ایک جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔ ہمارے فیصل آباد کے ایک احمدی بھائی نسیم احمد بٹ صاحب ابن مکرم محمد رمضان بٹ صاحب کو دو تین دن ہوئے فیصل آباد میں شہید کر دیا گیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اِن کے دادا کے ذریعے سے اِن کے خاندان میں احمدیت آئی تھی جن کا نام غلام محمد صاحب تھا۔ اُن کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ نسیم احمد بٹ صاحب 1957ء میں فیصل آباد میں پیدا ہوئے اور پیدائشی احمدی تھے۔ 4 ستمبر بروز اتوار کو نامعلوم افراد آپ کے گھر دیوار پھلانگ کر آئے اور فائرنگ کر کے شہید کر دیا، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ تین اور چار ستمبر کی رات کو یہ آئے تھے۔ آپ باہر صحن میں سوئے ہوئے تھے، آپ کو اُٹھایا اور نیند کی حالت میں آپ پر فائرنگ کر دی۔ دو فائر پیٹ میں لگے دوسرا کمر میں لگا، زخمی حالت میں آپ کو ہسپتال پہنچایا گیا اور چار ستمبر کو صبح نو بجے آپ کی ہسپتال میں وفات ہوئی۔ شہادت سے قبل گولیاں لگنے کے بعد خود کو سنبھالا اور اپنی بیوی کو حوصلہ اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔ آپ کے چھوٹے بھائی وسیم احمد بٹ صاحب 1994ء میں اور پھر آپ کے تایا زاد بھائی نصیر احمد بٹ صاحب ولد اللہ رکھا صاحب کو گزشتہ سال شہید کیا گیا تھا۔ اس موقع پر بھی آپ نے بڑے صبر اور حوصلے کا مظاہرہ کیا۔ شہادت کے وقت مکرم نسیم بٹ صاحب کی عمر 54 سال تھی۔ ایک فیکٹری میں کام کرتے تھے۔ با اخلاق اور با کردار شخصیت کے حامل اور بڑے بہادر نڈر انسان تھے۔ جماعتی کاموں میں حصہ لیتے تھے۔ جماعتی چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔ مسجد گھر سے کچھ فاصلے پر ہونے کے باوجود نمازِ جمعہ باقاعدگی کے ساتھ مسجد میں جا کر ادا کیا کرتے تھے۔ نظامِ جماعت اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ طبیعت میں سادگی تھی۔ بیوی بچوں کے ساتھ بہت محبت اور شفقت کا سلوک کیا کرتے تھے۔ ہمدردی خَلق اور غریب پروری نمایاں خُلق تھا۔ ان کے لواحقین میں اہلیہ آسیہ نسیم صاحبہ کے علاوہ چار بیٹیاں سندس ناز شادی شدہ ہیں غلام عباس صاحب کی اہلیہ۔ زارا نور صاحبہ یہ بھی شادی شدہ ہیں۔ سارہ کوثر صاحبہ یہ بھی شادی شدہ ہیں۔ شمائلہ کنول بعمر پندرہ سال، یہ نویں کلاس میں پڑھ رہی ہیں اور بیٹا عزیزم سافر رمضان گیارہ سال کا ہے، چوتھی جماعت میں پڑھ رہا ہے۔ ایک بیٹا ان کا پچھلے سال بیماری کی وجہ سے بائیس سال کی عمر میں وفات بھی پا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ نمازِ جمعہ کے بعد جیسا کہ مَیں نے کہا ان کی نمازِ جنازہ ادا ہوگی۔

(خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:)

یہ جو شہید ہوئے ہیں ان کے دو دن بعد فیصل آباد میں ہی ہمارے جماعت کے سیکرٹری امور عامہ تھے اُن کے اوپر فائرنگ کی گئی اور چار گولیاں اُن کو لگی ہیں۔ ہسپتال میں داخل ہیں۔ کل تک کریٹیکل (Critical) حالت تھی۔ اللہ کے فضل سے اب کچھ بہتر ہیں۔ اُن کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اُن کو شفائے کاملہ و عاجلہ سے نوازے۔ اُنہیں پیٹ میں اور گردن پر اور بازو پر گولیاں لگی تھیں۔ ان کی انتڑیوں کو کافی زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ مرمت کی گئی ہیں اور کچھ کاٹی ہیں۔

اسی طرح کل ہی لاہور میں ایک احمدی کو کار روک کے فائرنگ کرنے کی کوشش کی گئی لیکن ایک گولی مِس (Miss) ہوئی دوسری چل نہیں سکی۔ بہرحال مخالفت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ پاکستان کے احمدیوں کے لئے خاص طور پر بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ ☆☆☆

ہفت روزہ نئی دنیا دہلی کے جھوٹے الزامات کے جواب میں

از محترم محمد عظمت اللہ قریشی صاحب۔ بنگلور

اخبار مذکور اپنی اشاعت قادیانی ’’نیا جال لائے پرانے شکاری‘‘ ’’کون معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں‘‘

لکھا ہے ’’دہلی کے مسلمان جمعہ 23 ستمبر 2011 کو اچانک بے چین ہوگئے وہ سڑکوں پر اُتر آئے وہ راج دھانی کے قلب میں واقع کانسٹی ٹیوشن کلب کے سامنے مظاہرے کر رہے تھے نعرے لگا رہے تھے اپنے ہاتھوں میں تختیاں اٹھا کر وہاں منعقدہ ایک نمائش کو فی الفور بند کرانے کی مانگ کر رہے تھے......مسلمان کانسٹی ٹیوشن کلب میں قرآن کریم کی اس نمائش کے خلاف احتجاج کر رہے تھے لیکن مسلمانوں کا یہ اضطراب جاننے والوں کیلئے ناقابل فہم نہیں تھا‘‘ مختصر یہ ہے کہ

۱۔ کیونکہ یہ قرآن کی آڑ میں اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت پر حملہ تھا۔

۲۔ یہ نمائش قادیانیوں نے لگائی تھی۔ یہ قرآن کریم نہیں قادیانیت کی نمائش تھی۔ غلام احمد قادیانی کی نبوت کا پرچار تھا۔

۳۔ یہ فتنہ نیا نہیں ہے۔ اب اس ناسور کی عمر سوا سو سال سے اوپر ہو چکی ہے لیکن اس فتنہ نے پہلے کبھی یہ جسارت نہیں کی تھی جو اس نے اس بار کانسٹی ٹیوشن کلب میں نمائش کی آڑ میں کی ہے۔

۴۔ 18 جولائی 2011ء کے شمارہ میں تفصیلی رپورٹیں شائع کی تھیں اور اس خطرے کی نشاندہی کر دی تھی کہ قادیانیت کا فتنہ پورے ملک میں ایک بار پھر نئی توانائیوں کے ساتھ سر اٹھا رہا ہے۔ اس کے پیچھے ’’آر۔ ایس۔ ایس‘‘ اور دوسری طاقتیں ہیں جو مسلمانوں کو قادیانیوں کے ذریعے نئی آزمائشوں میں مبتلا کرنا چاہتی ہیں۔

۵۔ ہم نے حکومت سے اس کی جانچ کرانے کا مطالبہ کیا تھا کہ قادیانیوں کے پاس مسلمانوں کے اندر اس فتنہ کو فروغ دینے کیلئے کروڑوں روپے کہاں سے آرہے ہیں۔

۶۔ جامع مسجد دہلی کے شاہی امام مولانا سید احمد بخاری کا کہنا ہے کہ قادیانیوں نے قرآن پاک کا غلط ترجمہ کر کے مختلف مساجد میں رکھ دیا ہے کچھ ماہ قبل جامع مسجد میں بھی غلام احمد قادیانی کی تصویر لگا قرآن ملا تھا جسے وہاں سے ہٹایا گیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس فتنہ سے مسلمانوں کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ (ہفت روزہ نئی دنیا دہلی 03 تا 09 اکتوبر 2011ء)

ہمارا جواب:

مولانا محمد عثمان فارقلیط صاحب ایک جید عالم تھے ایک لمبے عرصہ تک مذہبی امور پر ہفت روزہ نئی دنیا کیلئے لکھتے رہے۔ مولانا فارقلیط مرحوم کا ایک مضمون شبستان اردو ڈائجسٹ نومبر 1974 میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں مولانا فارقلیط مرحوم لکھتے ہیں۔

’’ہمارے اسلاف نے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ کسی کی بات کی ایسی توجیہ کرنا جو قائل کو منظور نہ ہو باطل ہے۔ توجيه القول بما لا يرضى قائله باطل پس قادیانی حضرات سے یہی پوچھو کہ مرزا صاحب نے خاتم النبیین کی کیا تشریح کی ہے۔ ان پر دعویٰ نبوت کا الزام لگانا اور ان کی تکفیر کرنا ایک ایسا طریقہ ہے جو تمام مسلمانوں کو کافر بنا دیتا ہے قائل کو یہ حق دینا چاہئے کہ وہ خود اپنے قول کے معنی اور اس کی تشریح بتائے‘‘......

حضرت مسیح علیہ السلام نے (جن کو ہمارے علما) آنحضرتؐ کے بعد لا کر خاتم النبیین بنانا چاہتے ہیں قرآن کریم کی زبان میں فرمایا کہ: وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِى اسْمُهٗ اَحْمَدُ۔ (میں ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی پیغمبر اسلام کو اپنے بعد آنے والا خاتم النبیین مانتے ہیں۔ یہ قرآن کی نص قطعی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے گزر چکے اور ان کے بعد سب سے آخر میں اسلام کے پیغمبر آئیں گے۔ اگر بقول علما اہل سنت حضرت عیسیٰؑ حضورؐ کے بعد آئے تو خاتم النبیین کا تاج ان کے سر پر رکھا جائیگا اور آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کا عقیدہ غلط ہو جائے گا۔ پس جو شخص بھی حضرت مسیحؑ کو آنحضرتؐ کے بعد لاتا ہے وہ ختم نبوت کا منکر ہے۔ اگر قادیانی اس لئے کافر ہیں کہ وہ آنحضرتؐ کے بعد مرزا صاحب قادیانی کو مسیح موعودؑ اور نبی مانتے ہیں تو ہمارے علماء بھی کافر قرار پائے کیوں کہ وہ بھی حضرت عیسیٰؑ کو لا کر ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں یہ علما حضرت مسیح کو لا کر انہیں نبی بھی مانتے ہیں اور ان کو صاحب وحی بھی مانتے ہیں اور حضرت جبرائیل کو وحی لانے والا بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ان علما نے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک حقیقی نبی کو واپس لا کر نبوت کا سارا کاروبار جاری کر دیا پھر بھی وہ ختم نبوت کے منکر نہیں اور قادیانی ختم نبوت کے منکر قرار پائے؟ (شبستان اُردو ڈائجسٹ نومبر 1974)

مولانا عبد الماجد دریابادی لکھتے ہیں:

’’جہاں تک میری نظر سے خود بانئ سلسلہ احمدیہ جناب مرزا صاحب مرحوم کی تصنیفات گذری ہیں ان میں بجائے ختم نبوت کے انکار کے اس عقیدہ کی ایک خاص اہمیت مجھے ملی ہے بلکہ مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ احمدیت کے بیعت نامہ میں ایک مستقل دفعہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی موجود ہے لہذا مرزا صاحب مرحوم اگر اپنے تئیں نبی کہتے ہیں تو اسی معنی میں ہر مسلمان ایک آنے والے مسیح کا منتظر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں۔ پس اگر احمدیت وہی ہے جو خود حضرت مرزا صاحب مرحوم بانی سلسلہ کی تحریروں سے ظاہر ہوتی ہے تو اسے ارتداد سے تعبیر کرنا بڑی ہی زیادتی ہے۔

(منقول از اخبار الفضل 21 مارچ 1925)

علامہ نیاز فتح پوری ایڈیٹر نگار لکھنؤ نے فرمایا:

’’سب سے بڑا الزام احمدیوں پر یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الرسل ہونا تسلیم نہیں کرتے اس سلسلے میں مجھے احمدی جماعت کا لٹریچر دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اور میں نے جب مرزا صاحب کی تصانیف کا مطالعہ شروع کیا تو اس میں اور زیادہ حیران ہوا کیوں کہ مجھے اُن کی کوئی تحریر ایسی نہیں ملی جس سے اس الزام کی تصدیق ہو سکتی بلکہ اس کے برخلاف میں نے ان کو (مرزا صاحب) ختم رسالت کا اقرار کرنے والا اور صحیح معنی میں عاشق رسول پایا۔ اسی کے ساتھ میں نے حضرت مرزا صاحب کی زندگی کا مطالعہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ یقیناً بڑے عزم و ہمت والے انسان تھے۔ انہوں نے مذہب کی صحیح روح کو سمجھ کر اسلام کی وہی عملی تعلیم پیش کی جو عہد نبوی اور راشدین کے زمانے میں پائی جاتی تھی‘‘۔

(نگار 1961)

مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں۔

’’عوام کے خیال میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپؐ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپؐ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولكن رسول الله وخاتم النبيّن فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے‘‘۔

پھر مناظرہ عجیبہ صفحہ 49 پر لکھتے ہیں ’’تاخر زمانی افضلیت کیلئے موضوع نہیں۔ افضلیت کو مستلزم نہیں افضلیت سے اس کو بالذات کچھ علاقہ نہیں‘‘۔

پھر وہ خاتم النبیّن کے معنے یہ بیان کرتے ہیں۔

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موصوف جو صف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپؐ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض۔ اوروں کی نبوت آپؐ کا فیض ہے مگر آپؐ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ اس طرح آپؐ پر سلسلہ نبوت ختم ہو جاتا ہے۔ غرض جیسے آپؐ نبی اللہ ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں‘‘۔ (تحذیر الناس صفحہ ۴-۳) آپ نے بیان کیا کہ ’’غرض خاتمیت زمانی سے یہ ہے کہ دین محمدیؐ بعد ظہور منسوخ نہ ہو۔ علوم نبوت اپنی انتہاء کو پہنچ جائیں۔ کسی اور نبی کے دین یا علم کی طرف پھر بنی آدم کو احتجاج باقی نہ رہے۔ (مناظرہ عجیبہ صفحہ 40-41)

مولانا محمد قاسم صاحب مولوی عبد العزیز صاحب کے جواب میں لکھتے ہیں۔

’’اسے بھی جانے دیجئے آپ خاتمیت مرتبی کو مانتے ہی نہیں۔ خاتمیت زمانی کو ہی آپ تسلیم فرماتے ہیں۔ خیر اگر چہ اس میں در پردہ انکار افضلیت نامہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لازم آتا ہے۔ لیکن خاتمیت زمانی کو آپ اتنا نہیں کر سکتے جتنا ہم نے خاتمیت مرتبی کو عام کر دیا تھا‘‘ (مناظرہ عجیبہ صفحہ 40)

مولانا محمد طیب صاحب مرحوم سابق مہتمم دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں:۔

’’حضورؐ کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخش بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپؐ کے سامنے آگیا نبی ہو گیا اور یہی شان خاتم کی ہوتی ہے ...... آپؐ کی یہ فیض رسانی اور سرچشمہ کمالات نبوت ہونے کی امتیازی شان آغاز بشریت سے شروع ہوئی تو انتہائے کائنات تک جا پہنچی‘‘۔ (آفتاب نبوت 109-111)

اب بہتر یہی ہے کہ اخبار نئی دنیا کے اڈیٹر شاہد صدیقی صاحب اپنے ان موجودہ نام نہاد علماء کے خود ساختہ عقیدہ ختم نبوت کو چھوڑ کر اپنے بزرگ علماء کی راہ نمائی میں احمدیت کا مطالعہ کر کے احمدیت قبول کریں اسی میں ان کی اور مسلمانوں کی نجات مضمر ہے۔ ان علماء کے خود تراشیدہ عقیدہ ختم نبوت کی بنیاد نہ قرآن کریم میں ہے نہ حدیث شریف میں ہے یہ صرف ملاؤں کے پُر فتن دماغ کی اختراع ہے یہ سمجھتے ہیں کہ احمدیت کی ترقی سے ان کے حلوے مانڈے کیلئے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

مولانا وحید الدین خان صدر اسلامی مرکز الرسالہ لکھتے ہیں:ز

’’موجودہ زمانہ کے مسلمان نہایت جوش و خروش کے ساتھ تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلاتے ہیں۔ مگر اس قسم کی تحریکیں مضحکہ خیز حد تک بے معنی ہیں۔ ختم نبوت کے تحفظ کی ذمہ داری تو خود اللہ نے لے رکھی ہے پھر مسلمان اس میں کیا رول ادا کر سکتے ہیں؟ اس قسم کی تحریک اتنی ہی بے معنی ہے جتنا شمس و قمر کے تحفظ کی تحریک چلانا‘‘ (الرسالہ نظام الدین ویسٹ مارکیٹ نئی دہلی 13 مارچ 2003 صفحہ 42)

پس نہ ارکان اسلام میں نہ عقائد ایمان میں

عقیدہ ختم نبوت کا ذکر ہے جسے یہ نام نہاد علما اِسلام کا بنیادی عقیدہ قرار دیکر لال پیلے ہو رہے ہیں۔

یاد رہے کہ قرآن کریم میں خاتم النّبیّن کا لقب ایک ایسا لقب ہے جو آنحضرت ﷺ کی امتیازی صفات کا قائم مقام ہے۔ جو صفات آپؐ کی قرآن کریم نے تفصیل سے بیان کی ہیں ان سب میں سے صرف یہی ایک لفظ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی اور ارفع اور اتم شان کا مظہر ہے۔

عقلی طور پر یہ حقیقت مسلم ہے کہ خدا تعالیٰ سے قرب پانے میں ایک روحانی انسان جس مقام پر ہوگا اس قدر وہ خدا تعالیٰ سے فیض لے گا اور جو انسان قرب الٰہی کے انتہائی مرتبہ پر پہنچا ہوا ہوگا اور دوسرے تمام لوگوں سے قرب الٰہی میں امتیازی شان رکھتا ہوگا اتنی ہی اس کی شان استفاضہ بلند ہوگی۔ اور یہ دونوں آپس کبھی ملزوم کو لازم کے ذریعہ ثابت کیا جاتا ہے اور کبھی لازم کو ملزوم کے ذریعہ۔ استفاضہ کی بلندی افاضہ کی بلندی پر دال ہوگی اور افاضہ کی رفعتِ شان آپؐ استفاصہ کے کمال پر دلیل ہوگی۔

اب ہم قرآن کریم سے دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان استفاضہ وافاضہ کا مقام کتنا بلند ہے تا خاتم النّبیّن کی شان کا ہمیں حقیقی تصور ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آپؐ کی شان اور مرتبہ کے کمال کو بیان کرنے کیلئے فرماتا ہے۔

ترجمہ آپؐ خدا تعالیٰ سے قریب ہوئے یعنی اُس سے فیض لیا اور پھر مخلوق کو فیض پہنچایا۔ خدا تعالیٰ سے قرب کا مرتبہ آپؐ کا یہ تھا جس طرح دو کمانوں کا وتر اکٹھا ہو کر ایک دکھائی دے خدا تعالیٰ سے آپؐ کا قرب اس سے بھی بڑھا ہوا تھا (سورۃ نجم)

خدا تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں آنحضرت ﷺ کے اپنی بارگاہ میں مقرب ہونے کی تمثیل قاب قوسین یعنی دو کمانوں کے وتر سے دی ہے۔ اس طرح کہ ایک طرف قوس الوہیت ہے اور دوسری طرف قوس عبودیت اور آپؐ ان قوسوں کے درمیان وتر کے طور پر ہیں۔

پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا مقام دراصل اس تمثیل سے بھی بالا ہے۔ اس لئے اس سے بالاتر تصور دلانے کیلئے او ادنیٰ کے الفاظ استعمال کئے گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس شان اور مرتبہ کا انسان نہ اب تک کوئی گذرا ہے اور نہ آئندہ کوئی ہوگا۔ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب الٰہی کے اس انتہائی نقطہ پر قرار دیتی ہے جو اس دنیا میں کسی انسان کو حاصل ہو سکتا ہے۔ پس جب آپؐ قرب الٰہی کے پانے میں ایسے ارفع اور امتیازی مقام پر کھڑے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ آپؐ کی شان استفاضہ (فیض لینے کی شان) بھی تمام انبیا اور مرسلینؑ کے مقابلہ میں اتم اور اکمل ہے جب آپؐ کی شانِ استفاضہ میں یہ کمال ہے تو اس سے قطعی طور پر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ آپؐ اپنی شان افاضہ (فیض رسانی) میں بھی تمام انبیاء اور مرسلینؑ سے بڑھے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اگر پہلے انبیاء کی پیروی اور افاضہ سے اُن کے اُمتیوں کو قرب الٰہی کے مختلف مدارج صدیقیت، شہادت اور صالحیت حاصل ہو سکتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ افاضہ کے لحاظ سے آپؐ کے اُمتیوں کو ان مقامات سے بڑھ کر نبوت کا مقام بھی حاصل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ صدیقیت سے بالا مقام صرف نبوت کا مقام ہے۔ اگر یہ مرتبہ اور مقام ہر پہلو پر منقطع قرار دیا جائے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں شان افاضہ کے لحاظ سے حقیقی برتری نہیں رہتی چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اپنے مقرب ہونے کے لحاظ سے سب سے بلند مقام پر فائز قرار دیا ہے اس لئے اُس نے آپؐ کی شانِ افاضہ کو بھی قرآن کریم میں امتیازی حیثیت کے ساتھ پیش فرمایا۔ چنانچہ سورۃ النساء کے رکوع 9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ اور الرسول یعنی خاتم النّبیّن صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے وہ شرف ورُتبہ پانے میں ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین میں سے اور یہ لوگ رفاقت کے لحاظ سے اچھے ہیں۔ (النساء آیت 70)

اس جگہ الرسول سے مراد خاتم النّبیّن صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو خاتم النّبیّن کی شان لازم ہے۔ اور جب اس رسالت کا کمال بیان کرنا مقصود ہوگا تو وہ دراصل شانِ خاتم النّبیّن کا کمال ہوگا لہٰذا اس آیت میں آنحضرت ﷺ کی شان ختم نبوت کی فیض رسانی کا یہ کمال بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ کی پیروی کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ آپؐ کا اُمتی انبیا کے گروہ کا ایک فرد بن سکتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اس کے لئے یہ بھی ممکن ہوگا کہ وہ تمام انبیا کے کمالات کا جامع ہو سکے۔

اگر ہم کسی اور سادہ مثال کے ذریعہ خاتم النّبیّن کی شان کا تصور دلانا چاہیں تو کسی حد تک اس بات سے بھی اس مرتبہ کا تصور ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت روحانیت کے لحاظ سے شہنشاہ کی ہے۔ اور باقی تمام انبیا کی حیثیت روحانی بادشاہ کی۔ یہ عقیدہ کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی اور اطاعت میں مقام نبوت بھی مل سکتا ہے اور کمالات انبیا بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو تمام انبیا کے مقابلہ میں ممتاز قرار دیتا ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے اس عقیدہ سے ظاہر ہے کہ اس جماعت کے نزدیک سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان اتنی بلند ہے کہ جب سے دنیا بنی ہے اور جب تک قائم رہے گی اس شان میں کوئی آپؐ کا شریک نہیں۔ صرف ظلی طور پر کمالات وانوارِ نبوت کا وارث ہو سکتا ہے۔

جناب شاہد صاحب۔ ہم نے آپ کے بزرگ علما کے عقیدہ ختم نبوت کو بھی پیش کیا ہے اور جماعت احمدیہ کے عقیدہ کو بھی پیش کر دیا ہے اب آپ انصاف سے کہیں کہ ہم نے کہاں ختم نبوت کے عقیدہ پر حملہ کیا ہے۔ جس سے مولوی صاحبان کے دماغ ماؤف ہوئے۔ ہمارا عقیدہ تو ختم نبوت کے متعلق شروع سے وہی ہے جو آپ کے بزرگ علما کا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر قرآن کریم ہمارے لئے کسوٹی ہے۔ ہم اس سے ہٹ نہیں سکتے۔ ہمارے عقیدہ ختم نبوت کو کوئی نہ سمجھنا چاہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

آپ نے جماعت احمدیہ کو ناسور لکھا ہے آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کو خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا قرار دیا ہے اور آپ اسے ناسور کہتے ہیں۔ پاکستان کے سابق فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق نے نام نہاد ملاؤں کو خوش کرنے کیلئے جماعت احمدیہ کو کینسر کہا تھا اور جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس ظالم فرعون کے ہوا میں پرخچے اڑا کر اُسے جلا کر خاک اور راکھ کر دیا۔ پس ہوش کے ناخن لیں جنرل ضیاء سے پہلے سابق وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو بھی مولویوں کے بہکاوے میں آ گئے تھے جن سے ملاؤں نے کہا تھا اگر آپ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیں گے تو ہم اپنی داڑھیوں سے آپ کے جوتے پالش کریں گے۔ پھر کیا تھا۔ اسلام کے بہتر فرقوں نے پاکستانی اسمبلی میں اکٹھا ہو کر جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ اس طرح سے ان جاہل اندھے مولویوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھود لی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت پر بھی ایسے وقت آئیں گے۔ جیسے بنی اسرائیل پر آئے تھے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک جوتا دوسرے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی بنی اسرائیل سے اپنی ماں کے پاس اعلانیہ طور پر گیا ہوگا تو ایسا ہی میری امت میں بھی ہوگا اور بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹے ہوئے تھے۔ پس میری اُمت تہتر (73) فرقوں میں بٹے گی جو ماسوا ایک کے سب کے سب جہنمی ہوں گے آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ وہ فرقہ کون سا ہے آپؐ نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابی ہیں اسی طرح ابوداؤد کی روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہتر 72 دوزخ میں ہوں گے اور ایک جنت میں اور وہ نجات یافتہ جماعت ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف عربی اردو تصنیف امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخصیب رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 742ھ) مترجم مولانا عبد الحکیم خان اختر شاہجہانپوری تصنیف شدہ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی طبع بار اوّل فروری 1987 صفحہ 57)

حضرت امام مُلّا علی قاریؒ فقہ حنفیہ کے مسلم عالم ہیں بہتر فرقوں والی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''یعنی پس یہ بہتر فرقے سب کے سب آگ میں ہوں گے اور ناجی فرقہ وہ ہے جو روشن سنت محمدیہ اور پاکیزہ طریقہ احمدیہ پر قائم ہے''۔ (مرقاۃ المصابیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد اوّل صفحہ 248)

یہ ہے جماعت احمدیہ کی صداقتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اور ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ ایک شخص کی موت کی نسبت خدا تعالیٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ کَلْبٌ یَمُوْتُ عَلٰی کَلْبٍ یعنی وہ کتا ہے اور کتے کے عدد پر مرے گا۔ جو باون سال پر دلالت کر رہا ہے یعنی اس کی عمر باون سے تجاوز نہیں کرے گی۔ جب باون سال کے اندر قدم دھرے گا تب اُسی سال کے اندر اندر راہی ملک بقا ہوگا''۔

(روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 190)

غیر مسلم قرار دینا، جماعت احمدیہ پر بہت بڑا ظلم تھا جو بھٹو نے روا رکھا اور اسی ظلم کا یہ نتیجہ تھا کہ بھٹو کی کرسی ڈگمگائی اور یہ فرعون بھی قدرت کے ہاتھوں بھیانک انجام کو پہنچا دنیا کے متعدد لیڈروں نے اُسے پھانسی سے بچانے کیلئے اپیلیں کیں لیکن اس ظلم کی وجہ سے جو اس نے جماعت احمدیہ پر کیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق خدائی تقدیر غالب آکر رہی۔ اور باون سال کی عمر میں 4 اپریل 1979ء کو پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کی جماعت کی مخالفت میں جس کسی نے بھی ظلم کی راہ اپنائی وہ ناکام و نامراد ہو کر دنیا سے رخصت ہوا ہے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی اسماعیل علی گڑھی، مولوی غلام دستگیر، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی غلام محی الدین لکھوکے، مولوی عبد الحق غزنوی، سید نذیر حسین دہلوی، مولانا انور شاہ دیوبندی، مولانا قاضی سید سلیمان منصور پوری، مولوی عبد الجبار غزنوی، مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری اور پھر سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فیصل پاکستان کے ممتاز دولتانہ یوگینڈا کے عیدی امین۔ پنڈت لیکھرام پیشاوری، پادری ڈپٹی عبد اللہ آتھم امرتسری ڈاکٹر ڈوئی شکاگو، وغیرہ وغیرہ اور آج بھی مخالفین ومعاندین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ویسے ہی جاری ہے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی اصلاح کیلئے بھیجے ہوئے رسول اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام عاشق صادق نمائندہ کو قبول نہیں کرتے بلکہ یہ مولوی رکاوٹیں کھڑی کر کے قہری

تجلی کا نشانہ بنتے چلے جا رہے ہیں۔ امید ہے آپ شاہد صاحب جماعت احمدیہ کے مخالفین کا ساتھ دینے کی جسارت نہیں کریں گے۔

ہمیں مٹانے کا زعم لیکر اُٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اُڑا دے گا خاک ان کی کرے گا رسوائے عام کہنا
(کلام طاہر)

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے کھڑا کرنے سے کھڑے ہوتے ہیں وہ بے خوف اور نڈر ہوتے ہیں وہ نمرود و فرعون ہو یا دنیا کے کسی ملک کی پارلیمنٹ ہو اپنے لائے ہوئے پیغامات کو بڑے اطمینان کے ساتھ پیش کر دیتے ہیں اور کسی سے ڈرتے نہیں۔

جناب ایڈیٹر شاہد صدیقی صاحب آپ اطمینان رکھیں جماعت احمدیہ کے پیچھے دنیا کی کوئی بھی طاقت نہیں ہے۔ یہ جو آپ آر ایس ایس اور دوسری طاقتوں کا راگ الاپ رہے ہیں دراصل جماعت احمدیہ کی غیر معمولی ترقی کو دیکھ کر بدحواسی کے عالم میں آپ کی بوکھلاہٹ کا اظہار ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے...... ایک غیب میں ہاتھ ہے جو مجھے تھام رہا ہے اور ایک پوشیدہ روشنی ہے جو مجھے منور کر رہی ہے۔ اور ایک آسمانی روح ہے جو مجھے طاقت دے رہی ہے۔ پس جس نے نفرت کرنی ہے کرے تا مولوی صاحب خوش ہو جائیں۔ بخدا! میری نظر ایک ہی پر ہے جو میرے ساتھ ہے اور غیر اللہ ایک مری ہوئی کیڑی کے برابر بھی میری نظر میں نہیں۔ کیا میرے لئے وہ کافی نہیں جس نے مجھے بھیجا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ اس تبلیغ کو ضائع نہیں کرے گا جس کو میں لے کر آیا ہوں‘‘۔

(ضمیمہ ازالہ اوہام حصہ دوئم صفحہ 14 بار اوّل)

’’یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔ تم خدا سے مت لڑو۔ تم اس کو نابود نہیں کر سکتے۔ اس کا ہمیشہ بول بالا ہے۔ اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو۔ اور اس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کیلئے پیدا ہوا اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا۔ اور ایسا مفتری جلد ہلاک ہو جاتا کہ اب اُس کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ چلتا۔ اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو۔ کم از کم یہ تو سوچو کہ شاید غلطی ہوگئی ہو اور شاید یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو‘‘۔ (اربعین نمبر 4 صفحہ 27)

جناب شاہد صدیقی صاحب! جماعت احمدیہ کو فروغ دینے کیلئے خود جماعت احمدیہ اربوں روپے دے رہی ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد ہر ماہ اپنی آمد کا ایک متعین حصہ بطور چندہ جماعت کے سیکرٹری مال کو ادا کرتا ہے یہ چندہ کم از کم چھ فیصد سے لیکر دس فیصد یا اس سے زیادہ تک دینا ہوتا ہے یہ لازمی چندہ ہے جو ہر فرد جماعت بخوشی ادا کرتا ہے اور بھی طوعی چندے ان کے علاوہ ہیں یہ امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہے۔ اس کی مثال آپ کو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے مسلمانوں میں ملے گی۔

یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ شاہی امام احمد بخاری صاحب کو (حضرت مرزا) غلام احمدؑ قادیانی (علیہ السلام) کی تصویر لگا ہوا قرآن ملا ہے یہ شاہی امام کی بھی دروغگوئی ہے ہم اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں کہ جماعت احمدیہ اب تک دنیا کی مشہور و معروف 70 زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے پیش کر چکی ہے۔ شاہی امام کو چاہیئے تھا کہ مذکورہ قرآن مجید کو عوام کے سامنے پیش کرتے یا کم سے کم نئی دنیا کے ایڈیٹر کو ہی دکھا لیتے۔ خدا تعالیٰ ان کو جھوٹ کی لعنت سے بچائے۔

قابل رشک اور عبرت انگیز:

غیر مسلم ممالک میں قرآنی تراجم اور اسلامی تبلیغ کا کام صرف اصول نفع رسانی کی وجہ سے قادیانیت کے بقاء اور وجود کا باعث ہی نہیں ہے ظاہری حیثیت سے بھی اس کی وجہ سے قادیانیوں کی ساکھ قائم ہے۔ ایک عبرت انگیز واقعہ جو ہمارے سامنے وقوع پذیر ہوا 54ء میں جب جسٹس منیر انکوائری کورٹ میں علم اور اسلامی مسائل سے دل بہلا رہے تھے اور تمام مسلم جماعتیں قادیانیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھیں۔ قادیانی عین انہی دنوں ڈچ اور بعض دوسری غیر ملکی زبان میں ترجمہ قرآن کو مکمل کر چکے تھے اور انہوں نے انڈونیشیا کے صدر حکومت کے علاوہ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد اور جسٹس منیر کی خدمت میں یہ تراجم پیش کئے۔ گویا وہ بزبان حال وقال یہ کہہ رہے تھے کہ ہم ہیں وہ غیر مسلم اور خارج از ملت اسلامیہ جماعت جو اس وقت جبکہ ہمیں لوگ کافر قرار دینے کیلئے پر تول رہے ہیں ہم غیر مسلموں کے سامنے قرآن ان کی مادری زبان میں پیش کر رہے ہیں...... غور فرمائیے۔ ان لوگوں کا تاثر کیا ہوگا؟ اور قادیانیوں کا یہ کام ان کی زندگی اور ترقی میں کس حد تک ممد و معاون ہے‘‘

(المنیر 2 مارچ 54ء لائلپور)

برصغیر کے ایک ممتاز عالم دین مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی مدیر صدق جدید لکھنؤ فرماتے ہیں۔ ’’’’مُبارک ہے وہ دین کا خادم جو تبلیغ و اشاعت قرآن کے جرم میں قادیانی یا احمدی قرار پائے اور قابل رشک ہے وہ احمدی یا قادیانی جن کا تمغہ امتیاز ہی خدمت قرآن یا قرآنی ترجموں کی طبع و اشاعت کو سمجھ لیا جائے۔ (صدق جدید 22 دسمبر 1941)

جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

...... قرآن جو ایک بند کتاب کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی برکت اور مسیح موعود علیہ السلام کے فیض سے ہمارے لئے یہ کتاب کھول دی ہے اور اس میں سے نئے سے نئے علوم ہم پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ دُنیا کا کوئی علم نہیں جو اسلام کے خلاف آواز اُٹھاتا ہو۔ اور اس کا جواب خدا تعالیٰ نے مجھے قرآن کریم سے ہی نہ سمجھا دیا ہو ہمارے ذریعہ سے پھر قرآنی حکومت کا جھنڈا اونچا کیا جا رہا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے کلاموں اور الہاموں سے یقین اور ایمان حاصل کرتے ہوئے ہم دنیا کے سامنے پھر قرآنی فضیلت کو پیش کر رہے ہیں۔ گو دنیا کے ذرائع ہماری نسبت کروڑوں کروڑ گنے زیادہ ہیں۔ لیکن دُنیا خواہ کتنا ہی زور لگائے مخالفت میں کتنی ہی بڑھ جائے یہ ایک قطعی اور یقینی بات ہے کہ سورج ٹل سکتا ہے ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں زمین اپنی حرکت سے رُک سکتی ہے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ اور اسلام کی فتح میں اب کوئی شخص روک نہیں بن سکتا۔ قرآن کی حکومت دوبارہ قائم کی جائے گی اور دنیا اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے گی‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی 499-500)

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

تقویٰ کے جامے جتنے تھے وہ چاک ہوگئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہوگئے
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہوگئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہوگئے

پس اللہ تعالیٰ ہمارے مخالفین کی آنکھوں پر سے جھوٹ کا پردہ ہٹائے اور نور حق ظاہر کرے اور ان کی نجات کے سامان اپنی جناب سے کرے۔ آمین

☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ: پیغام حضور انور انصار اللہ از صفحہ اوّل

ہو جائیں گے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد تھا کہ دنیا اپنے خالق کے قریب آجائے اور ہر مشکل اور آسائش میں ان کی توجہ کا محور خدا تعالیٰ کی ذات ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ کو مقبول دعاؤں کی توفیق دے۔ آپ کے اجتماع کو ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے اور آپ کی مساعی وحسنہ کے بابرکت نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

ناروے کی نئی مسجد بیت النصر

یہ مسجد ہماری خدا کا نشاں ہے
ہماری دعاؤں کا قربانیوں کا
بہت زور مارا کہ تعمیر نہ ہو
بڑی خوبصورت یہ مسجد بنی ہے
سکوں بخشتی ہے ہمارے دِلوں کو

خدا کی عنایت کا یہ سائباں ہے
صلہ دینے والا وہ ربِّ جہاں ہے
عدو میں مگر اتنی طاقت کہاں ہے
جسے دیکھ کر ساری دنیا حیراں ہے
خدا کی یہ مسجد ہماری اماں ہے

بہت شکر کرتے ہیں سارے ہی مومن
خدایا تُو ہم پہ سدا مہرباں ہے

خواجہ عبد المومن اوسلو۔ ناروے

ہفت روزہ بدر کی نئی ویب سائٹ

www.akhbarbadrqadian.in

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

مساجد چاہے چھوٹی ہوں یا بڑی ہوں اگر وہاں کے رہنے والوں، مسجد میں آنے والوں کے دلوں میں ایمان کی روشنی ہے تو مسجدوں کا جو نور ہے مسجد کے اندر بھی قائم ہوتا ہے اور علاقہ میں بھی پھیلتا ہے۔

اس مسجد نے اب اس شہر کی ہدایت کا انشاء اللہ تعالیٰ باعث بننا ہے۔ اور آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس ہدایت میں ایک کردار ادا کرنا ہے۔

(مسجد بیت الہادی Selingenstadt کے افتتاح کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب)

جو اعتماد خلیفۂ وقت نے آپ پر کیا ہے اس پر پورا اتریں۔ جو عہد آپ نے خدا تعالیٰ سے باندھا ہے زندگی وقف کرنے کا اس کو پورا کریں۔

——— (طلباء جامعہ احمدیہ جرمنی سے خطاب اور اہم نصائح)

جامعہ احمدیہ کے تدریسی اور انتظامی معاملات کا جائزہ اور اہم ہدایات۔ وقف عارضی کے نظام کو فعال کرنے کی طرف توجہ دینے کی تاکید۔

دنیا میں کہیں بھی چلے جائیں، کسی بھی قوم کا احمدی ہو اس کا ایک بنیادی کردار ہے کہ وہ امن پسند ہے، محبت کو پھیلانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قریب لانے والا ہے۔

یہ انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں ہر قوم میں پیدا کیا۔ اس امتیاز کو ہر احمدی نے جو یہاں رہتا ہے قائم رکھنا ہے اور اس کا اظہار کرنا ہے۔

——— (مسجد بیت الامن Nidda کے افتتاح کے موقع پر حضور انور کا خطاب)

علاقہ کے میئر اور دیگر معززین کی تقریب میں شمولیت۔

’’ہم جرمنی کے دل میں جرمنوں کا دل جیتنے آئے ہیں۔ (حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ) — ’’ہمارے دل تو آپ پہلے ہی جیت چکے ہیں‘‘ (جرمن مہمان کا بیساختہ اظہار)

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر جھلکیاں)

قسط: سوئم

بقیہ رپورٹ 19/جون 2011ء

مسجد ’’بیت الہادی‘‘ کا افتتاح

آج Selingenstadt شہر میں نئی تعمیر ہونے والی ’’مسجد بیت الہادی‘‘ کے افتتاح کا پروگرام تھا۔

چار بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور Selingenstadt شہر کی طرف روانگی ہوئی۔ ’’بیت السبوح‘‘ سے اس شہر کا فاصلہ 42 کلومیٹر ہے۔

پانچ بج کر دس منٹ پر مسجد بیت الہادی Selingenstadt میں حضور انور کی تشریف آوری ہوئی۔ جہاں مقامی جماعت کے احباب مرد و خواتین اور بچوں نے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ احباب جماعت نے اپنے ہاتھ بلند کئے ہوئے تھے اور ہر طرف سے اھلاً و سھلاً و مرحبا کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ خواتین شرف زیارت حاصل کر کے تسکین قلب پا رہی تھیں۔ ایک طرف بڑے منظّم طریق سے، خوبصورت لباس پہنے ہوئے کھڑی بچیاں گروپس میں دعائیہ نظمیں اور گیت پیش کر رہی تھیں۔ آج کا دن اُن کے لئے عید کا دن تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پہلی بار ان کے ہاں تشریف لائے تھے۔ ہر چھوٹا بڑا خوشی و مسرّت سے معمور تھا اور حضور انور کے بابرکت وجود سے فیضیاب ہو رہا تھا۔

صدر جماعت Selingenstadt مکرم محمد نعیم خالد صاحب اور یہاں کے مقامی معلّم مکرم منور حسین طور صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کی بیرونی دیوار میں لگی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے اندر تشریف لے آئے اور نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں جس کے ساتھ باقاعدہ طور پر مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے ایک تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم محمد وارث صاحب نے کی۔ بعد ازاں اس کا اردو ترجمہ عتیق الرحمٰن صاحب اور جرمن ترجمہ عاطف سلام صاحب نے پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے اس شہر کا تعارف اور مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس شہر Selingenstadt کی آبادی بائیس ہزار ہے۔ 1830ء میں Einhro نامی شخص نے یہاں ایک گرجا گھر کی تعمیر کی اور یہ گرجا اب شہر کا نشان ہے۔ 1175ء میں فیڈرک بار بروسا نامی شخص نے اس گاؤں کو شہر کا درجہ دیا۔

امیر صاحب نے بتایا کہ یہاں کے میئر Dagmar B. Nonn-Adams نے جماعت کے ساتھ بہت تعاون کیا ہے اور ہر مشکل کے وقت جماعت کی مدد کی ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا قیام 1996ء میں ہوا تھا۔ دو سال قبل مسجد بنانے کا فیصلہ ہوا تھا۔ اور مختلف پراسس (Process) سے گزرنے کے بعد مسجد کی تعمیر کی اجازت ملی۔

یہ جرمنی میں جماعت احمدیہ کی پہلی ایسی مسجد ہے جو ایک Modular طریق پر تعمیر کی گئی ہے۔ جس میٹیریل سے یہ مسجد تعمیر ہوئی ہے اس کے بہت سے فوائد ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی تعمیر کا تعلق موسم سے نہیں ہے۔ ہر موسم میں تعمیر ہو سکتی ہے۔ دوسرا یہ کہ تعمیر کا وقت بھی بہت مختصر ہوتا ہے۔ تیسرا یہ کہ بعد میں اس عمارت میں بآسانی توسیع کر سکتے ہیں اور اس کے دوسرے حصے بنے بنائے لگائے جا سکتے ہیں۔

اس قطعہ زمین کا رقبہ 1617 مربع میٹر ہے۔ یہ پلاٹ ستمبر 2009ء میں دو لاکھ 59 ہزار یورو میں خریدا گیا۔ یہاں 200 مربع میٹر کے رقبہ پر ’مسجد‘ کی عمارت تعمیر ہوئی ہے۔

155 لوگ اس میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مینارہ کی بلندی 8.21 میٹر ہے اور مسجد کے گنبد کا قطر چار میٹر ہے۔ اس مسجد کی تعمیر کا آغاز 11/اپریل 2011 کو شروع ہوا اور صرف دو ماہ کے عرصہ میں اس مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔

بعد ازاں پانچ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کا مکمل متن پیش ہے:

متن خطاب حضور انور ایدہ اللہ

بر موقع افتتاح مسجد Selignstadt

تشہد و تعوذ کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"میرے اس دورہ کی چوتھی مسجد ہے جس کا افتتاح ہو رہا ہے۔ الحمد للہ جماعت احمدیہ جرمنی نے جو اپنے مساجد کا وعدہ کیا ہوا تھا وہ جس عرصہ کا وعدہ تھا اس میں پورا تو نہیں کر سکی لیکن بعد میں جو میرے سے وعدہ کیا تھا اس کو پوری کوشش سے پورا کر رہی ہے۔

مساجد چاہے چھوٹی ہوں یا بڑی ہوں، اگر وہاں کے رہنے والوں، مسجد میں آنے والوں کے دلوں میں ایمان کی چنگاری ہے، روشنی ہے تو مسجدوں کا جو نور ہے مسجد کے اندر بھی قائم ہوتا ہے اور علاقہ میں بھی پھیلتا ہے۔

پس یہاں آنے والے ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ آپ نے اس مسجد کا نام مسجد الہادی جو رکھا ہے، اس مسجد کو اب آپ لوگوں کی ہدایت میں بڑھتے چلے جانے کا بھی ذریعہ بننا چاہئے اور علاقہ کی ہدایت کا بھی ذریعہ ہونا چاہئے۔ انسان، ایک صحیح مومن، ایک حقیقی مومن کو کبھی یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہ ایک مقام پر پہنچ گیا اور اب آگے کوئی مقام نہیں ہے۔ ہدایت پانے کے باوجود ہدایت کے اگلے معیار سامنے آتے چلے جاتے ہیں اور ایک مومن ان پر قدم رکھتے ہوئے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہادی کامل تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے اسوہ حسنہ تھے اور ہادی کامل کا جو اسوہ ہمارے سامنے ہے، وہ ایک ٹارگٹ ہے، وہ ایک اسوہ ہے جو مومن کو اپنے سامنے رکھنا ہے اور حقوق اللہ میں بھی، حقوق العباد میں بھی ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہی ایک حقیقی مومن کو حقیقی مومن بناتا ہے۔

پس ہمیشہ ایک احمدی کو یہ بات سامنے رکھتے ہوئے اپنے نیکیوں کے معیاروں کو اونچا کرتے چلے جانے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے کیونکہ جہاں قدم اٹھے وہاں قدم پھر رکتے نہیں ہیں وہاں سے پھر انسان پچھلی طرف پھسلنا شروع ہو جاتا ہے۔ پس اپنے آپ کو پھسلنے سے، گرنے سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ ایک مومن اپنا ہر قدم آگے کی طرف بڑھائے۔ ہر نیا دن آگے کی طرف لے جانے والا ہو۔

اس علاقہ کو یہ کہا جاتا ہے کہ عیسائیت کے لحاظ سے ایک مقام حاصل ہے۔ یا اور لحاظ سے بھی اسے مختلف حیثیتوں سے ایک مقدس شہر کا کچھ حد تک نام دیا جاتا ہے۔ لیکن اصل تقدیس اور اس شہر پر اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہونے کا وقت اس وقت آئے گا، جب آپ لوگوں کی کوششوں سے اس علاقہ میں احمدیت کا نور اسی طرح پھیل جائے گا۔

گو یہ مسجد چھوٹی ہے اور بقول امیر صاحب کے اس طرز پر بنائی گئی ہے کہ اس کو اگر چاہیں تو ڈسمینٹل (dismantle) بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مساجد اس لئے نہیں بنائی جاتیں کہ ان کو ڈسمینٹل (dismantle) کیا جائے۔ گو وہ میٹیریل استعمال کیا گیا ہے لیکن یہ یہاں احمدیت کے نشان کا ایک مستقل ذریعہ ہے۔ اس کی عمارت میں مزید مضبوطی تو پیدا ہو سکتی ہے لیکن اس کو کبھی ختم نہیں کیا جا سکتا۔

کل مسجد کا جو افتتاح ہو رہا تھا Ginsheim میں، وہاں جو منسٹر صاحب آئے ہوئے تھے انہوں نے ایک بڑی اچھی بات کی کہ گھر جب بنائے جاتے ہیں تو صرف اپنے رہنے

کے لئے ہی نہیں بنائے جاتے ہیں بلکہ نسلوں کے رہنے کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ تو یہ گھر جو ہم نے اللہ تعالیٰ کا بنایا ہے، یہ اس لئے نہیں بنایا یا یہ میٹیریل اس لئے استعمال نہیں کیا گیا کہ اس کو خدانخواستہ کسی وقت میں گرانا ہے یا ختم کرنا ہے بلکہ یہ ایک نیا طریقہ تھا جس کو اختیار کیا گیا۔ اصل میں تو اس مسجد نے اب اس شہر کی ہدایت کا انشاء اللہ تعالیٰ باعث بننا ہے اور آپ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اس ہدایت میں ایک کردار ادا کرنا ہے۔ اگر مسجد کا نام رکھ دیا اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا نہ کی جو دوسروں پر اثر انداز ہوتی ہے، جو دوسروں کو ہدایت کی طرف کھینچتی ہے تو صرف مسجد کا نام کافی نہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کا پیغام انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں پہنچنا ہے اور اس علاقہ نے بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس پیغام کو سن کر آپ کی جماعت میں شامل ہونا ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں۔ لیکن اگر آپ لوگ اس علاقہ کی ہدایت کا باعث بن جائیں تو یہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہوگی۔ اگر نہیں، تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اگر تم نہیں تو اللہ تعالیٰ اور لوگ پیدا کر دیگا جو میری مدد کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔

پس اس سوچ کے ساتھ آپ لوگوں کو مسجد بنانی چاہئے۔ یہ ایک مسجد ہے، گو چھوٹی مسجد ہے۔ لیکن ایک وقت آئے گا کہ اس شہر میں اس سے بھی بڑی مسجدیں بنیں گی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ وہ بڑی مساجد بنیں اور اس علاقہ کا نام، اس شہر کا نام نہ صرف عیسائیت کے نام سے جانا جائے بلکہ اسلام کی ترقی سے جانا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں!''۔

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس موقع پر موجود تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس عمارت کے مختلف حصوں کا معائنہ فرمایا اور مسجد کی تعمیر کے نقشہ جات ملاحظہ فرمائے اور وہ میٹیریل بھی دیکھا جو اس مسجد کی تعمیر کے ئے استعمال ہوا ہے۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں ایک پودا لگایا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت خواتین کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں خواتین نے ایک بار پھر شرف زیارت کی سعادت پائی۔ بچیوں نے دعائیہ گیت اور نظمیں پیش کیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچیوں کو ازراہ شفقت چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

مقامی جماعت نے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا ہوا تھا جس میں ساری جماعت شامل تھی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اس پروگرام میں شمولیت فرمائی۔ بعد ازاں مقامی جماعت کی مجلس عاملہ کے ممبران اور پھر ساری جماعت نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

یہاں سے پونے سات بجے واپس ''بیت السبوح'' کے لئے روانگی ہوئی۔ اس موقعہ پر ناصرات کورس کی صورت میں دعائیہ نظم '' جاتے ہو میری جاں خدا حافظ و ناصر'' پڑھ رہی تھیں۔

یہاں سے روانہ ہونے کے بعد راستہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے مکرم عبداللہ سپراء صاحب کے گھر تشریف لے گئے اور قریباً بیس منٹ یہاں قیام فرمایا اور گھر کو رونق اور برکت بخشی۔

سات بج کر دس منٹ پر یہاں سے روانہ ہو کر سات بج کر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

جامعہ احمدیہ جرمنی کے طلباء کی حضور انور کے ساتھ ملاقات

آج شام جامعہ احمدیہ جرمنی کے طلباء کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کا پروگرام تھا۔ آٹھ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزم صادق بٹ صاحب نے تلاوت قرآن کریم اور اس کا ترجمہ پیش کیا۔

بعد ازاں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام ''دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو'' عزیزم کمال احمد نے خوش الحانی سے پڑھا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پرنسپل صاحب سے دریافت فرمایا کہ جامعہ کی پہلی کلاس میں کتنے طلباء تھے اور اب کتنے رہ گئے ہیں۔

اس پر پرنسپل صاحب نے بتایا کہ 27 طلباء داخل ہوئے تھے لیکن 25 آئے تھے اور اب اس وقت 19 ہیں۔ اس رپورٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا چھ (6) جھڑ گئے۔ پرنسپل صاحب نے مزید رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ اولیٰ کلاس میں 21 آئے تھے۔ اب اس وقت 20 ہیں اور درجہ ممہدہ میں 15 آئے تھے اور اس وقت 13 موجود ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر پرنسپل صاحب جامعہ جرمنی نے بتایا کہ جامعہ احمدیہ کا کوئی مجلّہ نہیں چھپتا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: شائع کریں۔

طلباء جامعہ کو نصائح

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طلباء جامعہ کو نصائح کرتے ہوئے فرمایا:

جو مَیں نے باتیں کی تھیں افتتاح کے وقت وہ تو ان کو یاد ہوں گی۔ یا یاد ہونی چاہئیں۔ کیونکہ بعد میں مَیں نے کہیں کسی اخبار یا رسالہ میں وہ لکھا ہوا بھی دیکھا ہے، چھپا ہوا۔ جامعہ میں وقف کر کے آپ لوگ آئے ہیں تو وہ روح آپ کے اندر قائم رہنی چاہئے۔ شروع میں چھ طلباء کو جامعہ سے فارغ کیا گیا تھا۔ اب recently ایک لڑکے کو فارغ کیا گیا ہے جامعہ سے وہ اولیٰ میں تھا؟ پرنسپل صاحب نے بتایا۔ جی حضور وہ اولیٰ میں تھا۔

حضور انور نے فرمایا: اصل چیز تو ایک مومن کے لئے اطاعت ہے اور اطاعت کے لئے پھر بہانے اور حجتیں نہیں تلاش کی جاتیں۔ الفاظ کی خود تشریحیں نہیں کی جاتیں بلکہ جو جس طرح سمجھ آئے الفاظ جو ظاہری ہوں ان پر عمل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو جامعہ سے فارغ کرنے کی وجہ بھی یہی تھی۔ یہ نہیں تھی کہ فلاں کام جائز ہے یا نہیں جائز۔ مقصد یہ ہے کہ فلاں کام کرنے کے لئے روکا گیا تھا اور اطاعت سے کام نہیں کیا گیا اور جو خود اطاعت نہ کرنے والا ہو وہ آگے اطاعت کا سبق کس طرح دے سکتا ہے؟ جامعہ سے آپ لوگ فارغ ہوں گے تو جب آپ فیلڈ میں جائیں گے یا دفاتر میں ہوں گے یا کسی ایڈمنسٹریٹو کام میں لگیں تو اپنے اپنے حلقے میں اولو الامر ہوں گے۔ اور اس وقت آپ کی یہ توقع ہوگی کہ آپ کی بات مانی جائے اور ان توقعات کو پورا کرنے کے لئے پہلے آپ کو اپنے نمونے قائم کرنے پڑیں گے۔

مجھے یاد ہے ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ اگر ہمیں یہ حکم ہے، حدیث میں کہ تمہارے ایک برتن میں بال آ جائے، کریک آ جائے تو اس میں پھر گند جمتا رہتا ہے اس لئے اس برتن کو استعمال نہ کرو، پھینک دو۔ تو انہوں نے فرمایا اگر ایک مربی کے دل میں بال آ جائے تو اس کو ہم کس طرح برداشت کر سکتے ہیں۔ جس نے پوری قوم کی، پوری جماعت کی تربیت کرنی ہے اپنے حلقہ میں، دائرے میں۔ اس لئے ہمیشہ آپ لوگوں کے معیار بہت اونچے ہونے چاہئیں۔ عبادتوں کے معیار بھی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور باقی احکامات کے معیار بھی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اب ''صادق ہے اگر تو صدق دکھا'' یہ نظم ابھی پڑھی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ صدق دکھانے والے کون ہیں، صدیق کون ہیں۔ اور صدیق وہ ہے جو حضرت ابوبکر صدیق کا نمونہ پیش کرنے والا ہے جنہوں نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر۔ اس زمانہ میں ہم حضرت خلیفۃ المسیح الاول حضرت مولانا نورالدین میں وہ جذبہ دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کا میرے ساتھ وہ تعلق یا رشتہ ہے جس طرح دل کا نبض کے ساتھ ہوتا ہے یا نبض کا دل کے ساتھ ہوتا ہے اور پھر آپ نے یہ تعریف فرمائی ؂

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نوریقیں بودے

یہ اصل چیز ہے کہ اگر سارے نوردین کی طرح ہو جائیں تو اس سے بڑی اور کوئی بات نہیں ہے۔ اور جب آپ وقف کر کے آتے ہیں تو ساری کشتیاں جلا کے آتے ہیں۔ تمام خواہشات کو ختم کر کے آتے ہیں اور آنا چاہئے۔ اگر نہیں تو وقف کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بہت ساری جگہوں، میدانوں میں واقفین زندگی کو ایسی جگہوں پر جانا پڑتا ہے جہاں بہت کم الاؤنس میں گزارا کرنا پڑتا ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں نہیں ہوتیں۔

مجھے یاد ہے افریقہ میں ایک مربی تھے ان سے مَیں نے پوچھا کہ الاؤنس تو اتنا تھوڑا ہے وہ مجھے پتہ تھا کہ جتنا الاؤنس ان کا تھا ویسے ہی ہمارا تھا کہ آپ کس طرح گزارہ کرتے ہیں؟ وہ کہتے کہ مَیں تو ہر چیز کھاتا ہوں۔ گوشت بھی کھاتا ہوں اور بینز (Beans) بھی کھاتا ہوں۔ پروٹین بھی کھاتا ہوں۔ تو طریقہ یہ تھا کہ وہ ایک پاؤ گوشت خریدتے تھے یا کہہ کہ 125 گرام گوشت تو اس کو ایک ہفتہ اس طرح چلاتے تھے کہ ایک بوٹی کا سالن، تین چار چنے کے دانے، کچھ تھوڑی سی دال۔ ایک چمچ بینز (Beans) کی ڈال لی اور اکٹھا پکا لیا اور وہ پورے دن کی خوراک ہوتی تھی ان کی۔ اس طرح بھی گزارہ کیا لوگوں نے۔ اس طرح بھی مبلغین گزارہ کرتے رہے ہیں۔ پانی میں ٹوسٹ بھگو کر کھاتے رہے ہیں لیکن کبھی شکوہ نہیں کیا انہوں نے۔ ایسے بھی مبلغین رہے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا تھا وہ سنگاپور کے مبلغ شاہ محمد صاحب کہ جب واپس آنے لگے تو ان کے پاس نئے کپڑے بھی نہیں تھے۔ ان کو خیال آیا کہ کاش کپڑے نئے ہوتے۔ خیال آیا کہ کسی سے قرض لے کے بنا لیتا ہوں پھر واپس کر دوں گا۔ ساتھ ہی کہتے ہیں میرے دل میں خیال آیا کہ قابل شرم بات ہے کہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلاؤں۔ انہی کپڑوں میں روانہ ہوئے۔ سنگاپور پہنچے۔ جب جہاز وہاں رکا تو ایک صاحب ایک پوٹلی بغل میں دبائے ہوئے آئے کہ مجھے پتہ لگا تھا الفضل سے میں نے پڑھا تھا کہ آپ آ رہے ہیں تو مَیں نے سوچا آپ کی تصویر دیکھی ہوئی تھی کہ آپ کے لئے دو جوڑے اور اچکن یا کوٹ جو بھی تھا وہ بنا کے لے آؤں۔ اور یہ آپ کے لئے تحفہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہزاروں میل دور بیٹھے ایک شخص کے دل میں ڈالا کہ یہ میرا بندہ آ رہا ہے تم اس کی ضرورت پوری کرو تو اس طرح ضرورت اللہ تعالیٰ پوری فرماتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ صبر، حوصلہ دکھاؤ اور صدق کے اعلیٰ معیار قائم کرو اور جب یہ چیز ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش بھی ہوتی ہے۔

جامعات جتنے بھی ہیں اب تو دنیا میں پہلے تو صرف ربوہ میں قادیان میں تھا۔ جرمنی میں ہے، یوکے میں ہے، کینیڈا میں ہے۔ اب افریقہ کے لئے غانا میں نیا جامعہ کھل رہا ہے جہاں شاہد کی ڈگری ملے گی انشاء اللہ۔ تو مَیں نے اس وقت ذکر کیا تھا افتتاح کے موقعہ پر کہ میر محمود احمد صاحب کی اہلیہ نے خواب دیکھی تھی کہ جہاز میں بیٹھے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ اور جہاز اڑ رہا ہے اور نیچے جامعہ کی عمارت ہے اور جامعہ چلتا چلا جا رہا ہے۔ اس کا مطلب ایک تو یہ ہے کہ جامعہ دنیا میں پھیلتے چلے جائیں گے۔ انڈونیشیا میں بھی ہے۔ مختلف ریجنز میں جامعات ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ خلیفۂ وقت کی نگرانی کے تحت رہیں گے۔ آزاد نہیں ہو جائیں گے۔ گو پہلے بھی میری نظر ہوتی تھی لیکن اس کے بعد سے مَیں نے خاص طور پر رپورٹس منگوانی شروع کی ہیں۔ رزلٹس منگوانا شروع کئے ہیں۔ جائزے بھی لینے شروع کئے ہیں ہر ایک کے انفرادی طور پر۔ وکیل التبشیر صاحب کے ساتھ بیٹھ کے مَیں جائزہ لیتا ہوں کون کون کتنے کتنے نمبر لے رہا ہے۔ کس مضمون میں لے رہا ہے کیا اس کا رجحان ہے۔ کیا اس کی رپورٹس ہیں۔ اس لئے تا کہ جو ایک انسانی کوشش ہوسکتی ہے جو ہماری ذمہ داری ہے اس کو کرنے کی کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور وہ Stuff پیش کیا جائے وہ چیز پیش کی جائے جو خوبصورت ہو کر نکلنے والی ہو۔ تو اس لحاظ سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ جو اعتماد خلیفۂ وقت نے آپ پر کیا ہے اس پر پورا اتریں۔ جو عہد آپ نے خدا تعالیٰ سے باندھا ہے زندگی وقف کرنے کا اس کو پورا کریں۔ خیر اُمّت تو ساری اُمّت ہی ہے ایک لحاظ سے لیکن ان میں سے وہ لوگ جو اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کرتے ہیں وہ selected لوگ جو تفقہ فی الدین کے لئے سامنے آتے ہیں ان کو اور مزید بڑھ کر اپنے نمونے دکھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور وہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک اس نوجوانی کے وقف میں اس دَور میں جب آپ ٹریننگ لے رہے ہیں، جامعہ میں پڑھ رہے ہیں خالص طور پر نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش بھی کریں گے۔ ایک مسلسل جدوجہد بھی کریں گے۔ جب یہ ہوگا تو تبھی آپ اپنے عہد نبھانے والے بن سکیں گے۔ اس اعتماد پر پورا اترنے والے بن سکیں گے جس کے آپ دعوے کرتے ہیں۔ پس ہمیشہ ایک واقف زندگی کو یہ چیز سامنے رکھنی چاہئے کہ ہم نے خالصتاً للہ اپنی حالتوں کو تبدیل کرنا ہے اپنی حالتوں کو سنوارنا ہے اور اپنے عملوں کو ڈھالنا ہے اور اس کے لئے کوشش کرنی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جب یہ سوچ ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ تو مجھے امید ہے کہ ان جامعات سے پڑھ کر نکلنے والے ان ملکوں میں احمدیت کے، اسلام کے روشن پیغام کو حقیقی طور پر پھیلانے والے ہوں گے۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بلغاریہ سے آئے ہوئے ایک طالبعلم جوادالدین سے دریافت فرمایا کہ بلغارین زبان آتی ہے؟ جس کے جواب میں موصوف نے بتایا کہ ہاں اچھے معیار کی زبان آتی ہے۔

بلغاریہ سے ایک مقامی لوکل طالبعلم عبداللہ صاحب بھی جامعہ جرمنی میں پڑھ رہے ہیں۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ اردو زبان سیکھ لی ہے۔ پرنسپل صاحب نے بتایا کہ ان کے لئے سپیشل کلاس لگائی گئی تھی۔ انہوں نے اردو زبان سیکھ لی ہے اور امتحان میں پاس ہو گئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پہلے بلغارین مبلغ ہو گے۔ تم پہلے مبلغ ہو تو پہلے مبلغ کو اپنی ایک مثال قائم کرنے والا ہونا چاہئے Trend Setter جیسے کہتے ہیں انگریزی میں۔

ایک ایسا شخص ہونا چاہئے جو پیچھے آنے والوں کے لئے ایک مثال قائم ہو جائے۔ آپ کے اوپر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ آپ صرف جامعہ کے طالبعلم نہیں بلکہ اس قوم کے نمائندے جن کو جا کے پھر آپ نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کے بارہ میں بتانا ہے اور انشاء اللہ نیک اور صالح لوگ پیدا کرنے ہیں۔

حضور انور نے اس بلغارین طالبعلم سے دریافت فرمایا کہ اردو زبان 90 فیصد سیکھ لی ہے۔ موصوف نے بتایا کہ 90 فیصد سمجھ آجاتی ہے اور جو ارشادات حضور انور نے فرمائے ہیں ان کی سمجھ آجاتی ہے۔ فرمایا سمجھ آگئی ہے تو ٹھیک ہے۔

حضور انور نے فرمایا۔ ہماری ایک عرب خاتون ہیں انہوں نے خود محنت کر کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اردو کتب ڈکشنری کھول کھول کے اور سمجھ کر پڑھ لی ہیں۔ اگر انسان محنت کرے تو بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔ تو آپ لوگوں کو تو اور زیادہ محنت کرنی پڑے گی۔

حضور انور نے فرمایا: ابھی تو بلغاریہ میں دشمنی بھی ہے۔ دو طرح کی دشمنی ہے یا مخالفت ہے۔ عیسائیوں کی طرف سے ایک مخالفت کا سامنا ہے اور مسلمانوں کے ایک طبقہ کی طرف سے بھی مخالفت اور دشمنی ہے۔ اس لئے بہت بڑا کام ہے جو آپ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ اس عہد کو نبھانے والے بنیں اور ہر تکلیف کو اللہ کی خاطر برداشت کرنے والے بنیں اور سمجھیں کہ مَیں نے قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ اس کا اللہ تعالیٰ اگر آپ نیک نیت رہے تو بہت بڑا اجر دے گا، انشاء اللہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بہت سارے بلغارین ایسے ہیں جو مسلمان علماء کی باتوں سے تنگ آ کر عیسائیت کی طرف چلے گئے ہیں۔ ان کو پھر آپ نے اسلام کی طرف، حقیقی اسلام کی طرف واپس لانا ہے۔ انشاء اللہ۔

بلغارین طالبعلم نے عرض کیا کہ بلغارین لوگ بڑے سخت قسم کے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بڑے Rigid لوگ ہوتے ہیں لیکن کوئی بات نہیں۔ جب دل نرم ہونے پر آتے ہیں تو پھر پگھلتے جاتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے فیصلہ کرنا ہے۔ ویسے تو فیصلہ ہو چکا ہے۔ کُــن ہو گیا ہے اور اب تسلسل چل رہا ہے۔ انشاء اللہ جب وقت آئے گا اس کے نتائج بھی سامنے آنا شروع ہو جائیں گے۔ یورپ میں بھی، جرمنی میں بھی، باقی جگہوں پر بھی، Eastern یورپ میں بھی، مسلمانوں میں بھی، غیر مسلموں میں بھی۔ انشاء اللہ۔ اب حالات بدل رہے ہیں اور بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں۔ صرف فکر ہے تو آپ لوگوں کو اپنی فکر کرنی چاہئے کہ آپ نے ثبات قدم دکھانا ہے اور اپنے علم کو جو بھی حاصل کریں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر وقت اپنے ہر قول و فعل میں جاری کرنا ہے۔

بلغارین طالبعلم نے کہا کہ مجھے جامعہ احمدیہ میں داخلہ ملا ہے مَیں اس پر شکر گزار ہوں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: حقیقی شکر گزاری تو خدا تعالیٰ کی ہوتی ہے اور شکر گزاری اس وقت ہوگی جب اپنے آپ کو عملی میدان میں جا کے ایک حقیقی واقف زندگی کے طور پر پیش کرو گے۔ اس وقت جب شادی ہوتی ہے، بچے ہوتے ہیں، خواہشات بڑھتی ہیں، ضروریات بڑھتی ہیں۔ اس وقت بعض دفعہ انسان ابتلا اور امتحان میں چلا جاتا ہے۔ اُس وقت اپنے ایمان کو اور اپنے عہد کو مضبوطی سے قائم رکھنا۔ اس پر طالبعلم نے جواب دیا۔ انشاء اللہ۔

حضور انور نے بلغاریہ کے دونوں طالبعلموں کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو اپنی بلغارین زبان پر عبور ہونا چاہئے کہ اردو زبان بھی اعلیٰ معیار کی سیکھیں تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جتنی کتب ہیں، لٹریچر ہے اس کو آپ لوگ Translate بھی کر سکیں۔

بلغارین زبان میں اب تک تراجم ہونے والی کتب کے بارہ میں حضور انور نے دریافت فرمایا۔

مبلغ سلسلہ طاہر احمد صاحب (جو بلغاریہ کے مبلغ رہ چکے ہیں) نے بتایا کہ ''اسلامی اصول کی فلاسفی''، ''مسیح ہندوستان میں''، ''ہماری تعلیم'' (از کشتی نوح) اور ''Life of Muhammad'' کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ''منتخبہ آیات'' کا بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔

مبلغ سلسلہ نے بتایا کہ ایک ششماہی رسالہ بلغارین زبان میں شائع کر رہے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا وہ تو ایک نارمل روٹین کا ہے۔ اس میں چھوٹی چھوٹی چیزیں آرہی ہیں۔

مبلغ سلسلہ نے بتایا کہ اب ''برکات الدعا'' کے بلغارین ترجمہ کا پروگرام ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: ہاں جلدی کریں۔ ایک ترتیب بنائیں۔ ان کتب کی ترتیب بنی چاہئے جو وہاں کے مزاج کے مطابق ہوں۔ جہاں تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا سوال ہے گو اگر آدمی ویسے دیکھے خلاصتاً تو بظاہر یوں لگتا ہے بعض مضامین ایک ہی جگہ کئی کئی دفعہ بیان ہو رہے ہیں۔ لیکن ایک ہی طرح کے مختلف جگہوں پر بیان ہو رہے ہیں۔ لیکن ابھی ہمارے عربی ڈیسک نے 'حقیقۃ الوحی' کا عربی ترجمہ کیا ہے جب اس کا مسودہ عربوں کو پڑھنے کے لئے دیا تھا تو پھر بعد میں جب کتاب چھپ گئی تو جنہوں نے پڑھا تھا وہ کہتے ہیں کہ ہم سمجھے تھے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب جتنی تھیں پڑھ لی تھیں تو یہ بہت بڑا علم ہم نے حاصل کر لیا تھا۔ لیکن ''حقیقۃ الوحی'' کو پڑھ کر ہمیں بالکل نئے راستے اور نئے مضامین نظر آئے ہیں۔ تو ہر کتاب میں کوئی نہ کوئی ایسا مضمون ہوتا ہے جو بے شک دوسری جگہ بھی بیان ہوا ہوتا ہے لیکن ایک نئی طرز پر ہو رہا ہوتا ہے۔ ایک نئے حوالے سے ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا ایک علیحدہ اثر ہوتا ہے۔ اس کی مثالیں مختلف ہوتی ہیں۔ تو کوشش یہ کرنی چاہئے کہ ہم یہ تراجم جتنے زیادہ سے زیادہ ہو سکے جلدی کریں۔

زبانیں سیکھنے کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر ایک طالبعلم نے بتایا کہ سکول میں Italian اور French سیکھی تھی۔ حضور انور نے فرمایا اب بھول تو نہیں گئے۔ Italian میں چھوٹی چھوٹی کہانیوں کی کتابیں پڑھتے ہو، کوئی اخبار، رسالہ پڑھتے رہیں تو آپ کی زبان پالش ہوتی رہے گی اور نہیں تو کچھ نہ کچھ یاد رہے گی۔ بھولے گی نہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اٹالین میں ہمارے پاس تو بہت کم لوگ ہیں۔ اٹالین زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ایک زمانہ میں ہوا تھا چھپ بھی گیا۔ بعد میں جن کو زبان کا پتہ تھا انہوں نے دیکھا تو بہت سارے الفاظ کا صحیح ترجمہ نہیں کیا گیا تھا۔ اس لئے اٹالین زبان کا ترجمہ ریوائز ہو رہا ہے۔ امید ہے اب انشاء اللہ جلدی چھپ جائے گا۔ تو اتنی زبان آنی چاہئے کہ لٹریچر کا ترجمہ بھی آپ کر سکیں۔

ایک طالبعلم نے بتایا کہ مَیں نے سکول میں چار سال فرنچ پڑھی تھی۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا فرنچ تو پہلے ہی ہمارے پاس کافی ہوتے جا رہے ہیں۔ ایسٹرن یورپین زبانوں میں ہمیں لوگ چاہئیں۔

ایک طالبعلم نے بتایا کہ رشین زبان سیکھی ہوئی ہے۔ اڑھائی سال رشیا میں رہا ہوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ رشیا میں بھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ایک تو خطبات کا ترجمہ بھی باقاعدہ ہو رہا ہے، لٹریچر بھی شائع ہو رہا ہے اور رشین ڈیسک اچھا کام کر رہا ہے۔ لیکن بہرحال اس میں تو ابھی فی الحال ہمارے کچھ مربیان زبان سیکھ رہے ہیں۔ آپ لوگ بھی جب نکلیں گے تو دیکھیں گے اس وقت ضرورت ہوئی تو کیا صورتحال بنتی ہے۔ لیکن پھر بھی رشین سیکھی ہوئی ہے تو کتابیں، کہانیاں یا اخبار جو ہیں وہ پڑھتے رہیں تا کہ آپ کی زبان کچھ نہ کچھ تازہ ہوتی رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پرنسپل صاحب سے دریافت فرمایا کہ یہاں آپ کی لائبریری میں کوئی رسالے وغیرہ آتے ہیں۔ Periodicals وغیرہ۔ حضور انور نے فرمایا: طلباء کو تو انٹرنیٹ یا ٹیلی فون وغیرہ کی اجازت نہیں دی ہوئی۔ ویب سائٹ پر اخبار وغیرہ آتے ہیں۔ آپ ہفتہ میں Italian اور رشین زبان میں یا مختلف زبانوں میں تھوڑا تھوڑا پرنٹ آؤٹ نکال دیا کریں اور لائبریری میں رکھ دیا کریں۔ جن کو دلچسپی ہو وہ پڑھ لیا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ جرمنی کے اساتذہ کی تعداد، مستقل اور عارضی اساتذہ اور ان میں سے ہر ایک کو دیئے جانے والے پیریڈز کا تفصیل سے جائزہ لیا اور اس بارہ میں بعض انتظامی ہدایات عطا فرمائیں۔ انگریزی اور حدیث کے مزید اساتذہ کی ضرورت کا جائزہ لیا اور ہدایت عطا فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی کے استاد سے طلباء کی انگریزی کے معیار کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ استاد موصوف نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ بعض طلباء دسویں کلاس اور بعض Abitur (ایف ایس سی) کر کے آتے ہیں۔ اس لئے طلباء کا معیار مختلف ہے۔ اسی طرح بعض انگلش میڈیم سکولوں سے آئے ہیں اور بعض بالکل ایسے ملکوں سے آئے ہیں جن میں صرف ایک دو سال انہوں نے انگلش پڑھی ہے۔ خاص طور پر جو فرنچ ممالک سے آئے ہیں ان کو دقت ہوتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا: جو فرانس اور بلجیم سے آتے ہیں ان کی انگلش کمزور ہی ہوتی ہے۔

جامعہ احمدیہ جرمنی میں امسال کے داخلہ کے حوالہ سے نئے آنے والے طلباء کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمانے پر پرنسپل صاحب نے بتایا کہ اس وقت تیس درخواستیں آچکی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا یو کے میں اگر کم ہوئے تو یہاں سے بھی ٹرانسفر ہو سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ جرمنی کے ساتھ ساتھ جامعہ یو کے اور جامعہ کینیڈا کے اساتذہ کی تعداد کے حوالہ سے بھی جائزہ لیا اور مزید ضرورت کا بھی جائزہ لیا اور بعض انتظامی نوعیت کی ہدایات فرمائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طلباء سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ابھی سے مطالعہ کی عادت ڈالیں۔ اپنی پڑھائی سے وقت نکال کر مطالعہ کرنا ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی ہونا چاہئے اور اخبارات وغیرہ کا بھی ہونا چاہئے۔ جنرل نالج وغیرہ کا آپ کو پتہ ہونا چاہئے دنیا کی موجودہ صورتحال آپ کے علم میں ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پرنسپل صاحب سے دریافت فرمایا کہ آج کل دن لمبے ہیں ان کو کتنے گھنٹے رات کو سونے کا وقت ملتا ہے یا دن کو بھی دیتے ہیں۔ پرنسپل صاحب نے بتایا کہ دن میں بھی سونے کا وقت نکال لیتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اپنی نیند بے شک پانچ گھنٹے رکھیں۔ آپ اپنی نیند چھ گھنٹے بھی رکھ لیں لیکن اس طرح تقسیم کریں کہ آپ ہر وقت Fresh رہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طلباء کی جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں اور رخصتوں کے دوران ان کے وقف عارضی کے پروگراموں کے بارہ میں رپورٹ حاصل کی اور فرمایا جامعہ یو کے میں جو جرمنی کے طلباء ہیں وہ بھی یہاں آجاتے ہیں۔ وقف عارضی کرتے ہیں۔ ان کی رپورٹس تو مجھے ملتی ہیں۔

مکرم مرزا محمد دین ناز صاحب ایڈیشنل ناظر وقف عارضی و تعلیم القرآن ربوہ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پاکستان میں وقف عارضی کرنے والوں کی تعداد اور اس میں اضافہ اور ان سے رپورٹس کے حصول کے طریق کار اور اس تعلق میں مختلف انتظامی امور کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔

حضور انور نے فرمایا اگر وقف عارضی کرنے والوں کی تعداد چھ سات ہزار ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش ہوئی کہ وقف عارضی کرنے والوں میں زیادہ تر مستورات ہیں اور انصار کی تعداد خدام سے زیادہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا خدام بھی پیدا کریں۔ اصل تو خدام ہیں۔ مجھے یاد ہے جب یہ سکیم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے شروع کی تھی تو خدام بہت جذبہ سے جایا کرتے تھے۔ اور یہ بھی ہوتا تھا کہ جو پانچ سال لگاتار چلا جائے اس کو ایک سرٹیفکیٹ ایشو ہوتا تھا۔

حضور انور نے جماعت جرمنی میں بھی وقف عارضی کے پروگرام کا جائزہ لیا۔ حضور انور نے فرمایا: واقفین عارضی بھی کافی کام کرتے ہیں۔ یہاں کا تو مجھے پتہ نہیں لیکن یو کے سے جو طلباء جرمنی آ کر وقف عارضی کرتے ہیں تو یہاں کی جماعتوں اور لوگوں کی طرف سے جو رپورٹس آتی ہیں ان کو تو کافی فائدہ ہوتا ہے۔ واقفین عارضی سے اچھا استفادہ کرتے ہیں۔ ایک وقت میں اس پر زور نہیں دیا جاتا تھا لیکن جب پھر مَیں نے کہا زور دوبارہ دینا شروع کریں۔ کوئی فائدہ ہی ہوتا ہے۔ وہ بات ٹھیک ہے کہ دعوت الی اللہ کے داعیین کا پروگرام بھی ساتھ ساتھ چلتا ہے لیکن وہاں بھی صرف تعداد لکھی جاتی ہے اور اس میں بھی لوگ معین طور پر حصہ نہیں لے رہے ہوتے۔

حضور انور نے فرمایا: وقف عارضی کے نظام کو اگر فعال کر دیں تو کم از کم ہر ایک کے لئے سال میں دو ہفتے تو معین آپ کے ہو جاتے ہیں۔ نو بج کر دس منٹ پر یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت طلباء جامعہ احمدیہ اور اساتذہ کو شرف مصافحہ بخشا۔ بعد ازاں طلباء نے کلاس وائز اور اساتذہ کرام نے گروپ کی صورت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ نو بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

20 رجون بروز سوموار 2011ء:

صبح سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

فیملی ملاقاتیں

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔ پروگرام کے مطابق

گیارہ بجے صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز سے ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج 49 فیملیز کے 163 افراد اور اس کے علاوہ 35 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔

آج ملاقات کا شرف پانے والوں میں فرینکفرٹ اور اردگرد کی جماعتوں کے علاوہ جرمنی کی مختلف جماعتوں Waiblingen, Elwangen, Gagenau, Boblingen, Bietigheim, Goppingen اور باہر کے ممالک ماریشس، پاکستان اور آسٹریلیا کے افراد بھی شامل تھے۔

بیت السبوح کے مختلف دفاتر کا وِزٹ

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دو بج کر بیس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح میں جماعت جرمنی کے مختلف مرکزی دفاتر کا وزٹ فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت امیر صاحب جرمنی، جنرل سیکرٹری صاحب اور شعبہ جائیداد اور شعبہ تبلیغ کے دفتر میں تشریف لے گئے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شعبہ ضیافت، کچن کا معائنہ فرمایا اور وہاں کام کرنے والے کارکنان کو ازراہ شفقت شرف مصافحہ سے نوازا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ MTA کے شعبہ میں بھی تشریف لے گئے اور معائنہ فرمایا۔ جامعہ جرمنی کے دو طلباء یہاں ڈیوٹی دے رہے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب (نیشنل سیکرٹری امور عامہ) سے جو اس دوران وہاں موجود تھے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ جامعہ کے طلباء کو سخت ڈیوٹی دی جائے مثلاً ضیافت میں تا کہ ان کو شروع سے ہی سخت محنت کرنے کی عادت ہو۔ ان مختلف دفاتر کے وزٹ کے بعد دو بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

NIDDA میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

آج پروگرام کے مطابق Nidda کے علاقہ میں نئی تعمیر ہونے والی مسجد بیت الامن کے افتتاح کا پروگرام تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ساڑھے چار بجے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور Nidda کے لئے روانگی ہوئی۔ بیت السبوح سے Nidda کا فاصلہ 63 کلومیٹر ہے۔

Nidda میں جماعت احمدیہ کا قیام 1991ء میں عمل میں آیا اور بہت لمبے عرصے تک مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی شوریٰ، انصار اللہ کا نیشنل اجتماع اور مجلس اطفال الاحمدیہ کا نیشنل اجتماع Nidda میں منعقد ہوتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک دورہ کے دوران یہاں تشریف لائے اور ایک تبلیغی میٹنگ کا انعقاد ہوا۔

پچاس منٹ کے سفر کے بعد پانچ بج کر 20 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد بیت الامن Nidda میں تشریف آوری ہوئی۔ احباب جماعت مرد و خواتین اور بچوں نے بڑے والہانہ طریق سے پُر جوش نعروں اور دعائیہ خیر مقدمی کلمات سے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ بچے اور بچیاں اپنے ہاتھوں میں جرمنی کا قومی پرچم لئے دعائیہ نظمیں اور گیت پیش کر رہی تھیں۔ جہاں احباب نعرے بلند کر رہے تھے وہاں خواتین اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے شرف زیارت کی سعادت پا رہی تھیں۔ آج یہ جماعت بہت خوش نصیب تھی اور یہاں کا ہر مکین بہت خوش تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک قدم پہلی بار اس سرزمین پر پڑے ہیں اور حضور انور کا بابرکت وجود اُن میں موجود ہے۔ ایک عید کا سماں تھا۔ آج کا دن ایسا بابرکت اور تاریخی دن تھا جو اُن کی زندگیوں میں پہلی بار آیا تھا۔ بعض دن قوموں کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آج کا دن اِس جماعت کے لئے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے جس کے نتیجہ میں یہاں کی جماعت ترقیات کے ایک نئے دور میں داخل ہوئی ہے اور انشاء اللہ العزیز اب عظیم الشان کامیابیاں اُن کے قدم چومیں گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جونہی گاڑی سے باہر تشریف لائے صدر جماعت Nidda مکرم شبیر احمد صاحب اور ریجنل امیر مظفر احمد ظفر صاحب اور مبلغ سلسلہ مکرم مبارک احمد تنویر صاحب نے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا۔

مسجد بیت الامن کا افتتاح

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کی بیرونی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے اندر تشریف لے گئے اور ساڑھے پانچ بجے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں اور اس کے ساتھ ہی مسجد بیت الامن کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔

بعد ازاں مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے ایک تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم آفتاب اسلم صاحب نے کی اور اس کا اردو ترجمہ ندیم احمد صاحب اور جرمن ترجمہ عرفان بٹ صاحب نے پیش کیا۔

اس تقریب میں علاقہ کے میئر اور بعض دوسرے جرمن مہمانوں نے بھی شرکت کی۔

امیر صاحب جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کرتے ہوئے بتایا کہ Nidda کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ نئے سال کے آغاز پر نماز تہجد ادا کرنا اور اس کے بعد وقار عمل کرنے کی سکیم کا آغاز 1993ء میں Nidda سے ہی ہوا تھا اور آج پورے جرمنی میں نئے سال کے موقع پر وقار عمل کا پروگرام ہوتا ہے۔

مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے رپورٹ پیش کرتے ہوئے امیر صاحب نے بتایا کہ یہ پلاٹ جس کا رقبہ 2179 مربع میٹر ہے اس جگہ کو ایک لاکھ 56 ہزار یورو میں 2007ء میں خریدا گیا۔ یہ مسجد Hessen-Mitte کے ریجن کی پہلی مسجد ہے اور یہاں جماعت کا رابطہ مقامی انتظامیہ اور علاقے کے عہدیداران سے بہت اچھا ہے۔ اس مسجد کی انتظامیہ اور کونسل نے مسجد کی تعمیر میں بہت مدد اور بہت تعاون کیا ہے۔ باوجود اس کے کہ نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی کے ممبران نے مسجد کی تعمیر کی مخالفت کی تھی۔

امیر صاحب جرمنی کے ایڈریس کے بعد علاقہ کے میئر Hans-Peter Seum نے اپنا مختصر ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ پہلے تو مَیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکرگزار ہوں کہ آپ ادھر Nidda میں تشریف لائے۔ مَیں آج اس موقع پر آپ کو اور آپ کی جماعت کو بہت مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس مسجد کی تعمیر پر آپ سب کو مبارک ہو۔ میری خواہش ہے کہ ہم سب کا تعلق اسی طرح ہی رہے اور ہر تکلیف سے ہم دور رہیں۔ ایک بار پھر میری طرف سے اور تمام کونسل کی طرف سے مسجد کے افتتاح کے لئے مبارکباد قبول فرمائیں۔

بعد ازاں میئر نے حضور انور کی خدمت میں اپنی کونسل کی طرف سے ایک تحفہ پیش کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی ازراہ شفقت میئر کو تحفہ عطا فرمایا۔

میئر کے اس مختصر ایڈریس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا مکمل متن پیش ہے:

متن خطاب حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بر موقع افتتاح مسجد بیت الامن، Nidda

تشہد و تعوذ کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"الحمد للہ کہ اس چھوٹے سے خوبصورت شہر میں اور اس خوبصورت علاقہ میں جماعت احمدیہ کو ایک خوبصورت مسجد بنانے کی توفیق ملی۔ مساجد تو جماعت احمدیہ ہر جگہ بنانے کی کوشش کرتی ہے جہاں بھی جماعت موجود ہے۔ بشرطیکہ اس علاقہ کے لوگ تعاون کریں۔ اور جیسا کہ امیر صاحب نے ذکر کیا باوجود یہاں مخالفت کے علاقہ کی اکثریت نے اور جو میئر تھیں اس زمانہ کی انہوں نے خاص تعاون کیا اور اللہ تعالیٰ نے جماعت کو توفیق دی کہ یہ جگہ خرید کر یہاں مسجد بنائیں۔

عموماً مسلمانوں کا جو شدّت پسندی کا تصور قائم ہو گیا ہے، خاص طور پر مغرب کے لوگوں میں، اس کی وجہ سے عموماً لوگوں کی اکثریت مغرب میں بڑی سخت اس بات کی مخالفت کرتی ہے کہ مسلمانوں کا کوئی مرکز اس علاقہ میں قائم ہو۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام وہ مذہب ہے جو امن اور سلامتی، محبت اور بھائی چارے کا پیغام دینے والا ہے۔ اور حقیقی اسلام پر جو لوگ عمل کر رہے ہیں ان میں یہ نمونے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ وہ جماعت ہے جس نے اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا جن کا پیغام یہ ہے کہ مَیں دو باتوں کی طرف شدت سے توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ بندہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور جب انسان میں خدا تعالیٰ کی پہچان ہو گی تو پھر اس کی مخلوق کی بھی پہچان ہو گی اور جب مخلوق کی بھی پہچان ہو گی تو دوسرا کام یہ ہے کہ پھر بندہ، بندے کے حقوق ادا کرے۔ قطع نظر اس کے کہ کس کا کیا مذہب ہے، کس کی کیا قومیت ہے، کس کا کیا status ہے، ایک دوسرے کی عزت اور تکریم اور محبت اور پیار کا سلوک کیا جائے۔ یہ ہے وہ تعلیم جس کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور یہ وہ تعلیم ہے جو اسلام کی حقیقی تعلیم ہے۔

پس یہ وہ تعلیم ہے جس کو، جہاں بھی احمدی موجود ہے، پھیلانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جب مسجد بن جاتی ہے اس علاقہ میں لوگوں کی اس طرف نظر ہو جاتی ہے، خاص توجہ پیدا ہوتی ہے تو پھر اس پیغام کو پھیلانے کے لئے مزید شدت بھی پیدا ہوتی ہے یا ہونی چاہئے۔ ایک احمدی کا ایک خاص طرّہ امتیاز ہونا چاہئے، ایک خاص امتیازی نشان ہونا چاہئے کہ وہ پھر اس پیغام کو جو بندہ کو خدا سے ملانے کا اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا پیغام ہے وسیع طور پر پھیلائے اور کوئی ایسا عمل کسی احمدی سے سرزد نہ ہو نہ اس مسجد کے اندر، نہ اس مسجد سے باہر، نہ اس علاقہ میں، نہ اس شہر میں جو اسلام اور احمدیت کو بدنام کرنے والا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں بھی احمدی آباد ہوں علاقہ کے لوگ یہ گواہی دیں کہ احمدی جو ہیں عموماً پیار، محبت اور بھائی چارے کو پھیلانے والے ہیں۔ اور یہ خوبصورت تعلیم ہے اور یہ خوبصورتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں پیدا کی چاہے وہ دنیا کے کسی کونہ میں بھی بس رہی ہو۔

افریقہ میں ہمارے ایک احمدی سیاستدان ہیں، Member of Parliament بھی رہتے ہیں اور وزیر بھی بنتے ہیں وہاں ایک دفعہ یہ ذکر ہو رہا تھا غانا (مغربی افریقہ) میں مسلمانوں کی تعداد جو west coast کا علاقہ ہے وہاں کم ہے۔ بارہ پندرہ پرسینٹ ہے، یہ بحث ہو رہی تھی کہ ہمارے جو جرائم ہیں، اکثر جرائم پیشہ بظاہر مسلمانوں میں سے ہیں اور ایک کمیٹی اس کے لئے حکومت نے بنائی جو یہ غور کرے، جائزہ لے کہ واقعی یہ حقیقت ہے یا نہیں۔ تو ہمارے یہ منسٹر جو ہیں، اس کمیٹی کے ممبر تھے، انہوں نے مجھے خود بتایا کہ میں نے اس کمیٹی سے کہا کہ یہ تو مجھے نہیں پتہ کہ مسلمان جرائم پیشہ زیادہ ہیں کہ نہیں لیکن یہ میں تمہیں گارنٹی دیتا ہوں کہ جو جماعت احمدیہ میں شامل ہو چکا ہے اور اس ملک میں آباد ہے، چاہے وہ گھانین ہے یا کسی اور ملک سے آ کر یہاں آباد ہے وہ ان جرائم میں نہیں ملوث ہو گا۔ چنانچہ اس کمیٹی افسر نے جیل خانہ جات کا جو ڈائرکٹر جنرل تھا اس کو کہا کہ جائزہ لے کر رپورٹ پیش کریں۔ تو یہ تو حقیقت تھی کہ جرائم میں مسلمان عیسائیوں کی نسبت زیادہ ملوث تھے، کم از کم جیلوں میں تھے، لیکن یہ جو انہوں نے چیلنج کیا تھا کہ ہماری وہاں بہت بڑی تعداد ہے احمدیوں کی اس میں سے ایک بھی جرائم پیشہ احمدی نہیں ہو گا، وہ صحیح ثابت ہوئی۔

تو یہ وہ خوبصورت تعلیم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی اور یہ وہ خوبصورت تعلیم ہے جس کا دنیا میں ہر جگہ احمدی سے اظہار ہوتا ہے اور یہ احمدی کا امتیازی نشان ہے۔

امریکہ کے کونسل جنرل تھے Strasbourg ان کو مَیں نے کہا یہ انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے ہیں کہ دنیا میں کہیں بھی چلے جائیں کسی بھی قوم کا احمدی ہو اس کا ایک بنیادی کردار ہے کہ وہ امن پسند ہے، محبت کو پھیلانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قریب لانے والا ہے۔ پس یہ انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں، ہر قوم میں پیدا کیا۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگر ہم دنیا کے 198 ممالک میں ہیں اور کروڑوں میں ہیں تو یہ بنیادی امتیاز ہے ہر احمدی کا اور اس امتیاز کو ہر احمدی نے جو یہاں رہتا ہے قائم رکھنا ہے اور اس کا اظہار کرنا ہے تا کہ ان لوگوں کے دلوں میں جو بھی شکوک شبہات ہیں وہ دور ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت بڑی خوش خبریاں دی ہوئی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس محبت اور امن کے پیغام نے دنیا میں پھیلنا ہے اور لوگوں نے اسلام کی حقیقت کو سمجھ کر اس کی آغوش میں آنا ہے۔

ایک فارسی الہام ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ 'امن است در مکان محبت سرائے ما'۔ کہ ہمارا محبت کا گھر امن کا گھر ہے۔ یہ پیغام آپ نے اس علاقہ میں پھیلانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس تسلسل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس الہام کا ذکر فرمایا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہے۔ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہے کہ میرا گھر جہاں بھی بنے گا وہ محبت کا گھر اور امن کا گھر ہے اور دوسرا یہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں گرفتار ہو گا اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار کرے گا وہ امن اور صلح اور آشتی کے حصار میں آ جائے گا۔ پس یہ ایک احمدی کا کردار ہونا چاہئے جس کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اِنِّیْ مَعَکَ وَ مَعَ اَھْلِکَ وَمَعَ کُلِّ مَنْ اَحَبَّکَ کہ میں تیرے ساتھ ہوں، تیرے اہل کے ساتھ ہوں اور ہر اس شخص کے ساتھ ہوں جو تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ تو یہ اعزاز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیغام آگے ہمیں پہنچایا کہ مجھ سے محبت کرو تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں بڑھو اور جب اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا ہو گی تو یہ گھر جو اللہ تعالیٰ کے وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ

کی محبت دل میں رکھتے ہوئے اس کے حضور سجدہ ریز ہونے کے لئے آتے ہیں وہ ہمیشہ امن میں رہیں گے۔ اور یہ اعزاز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں ملا؟ اس لئے کہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ فرشتوں نے کہا کہ مجھے اس لئے اعزاز دینا چاہتے ہیں کہ فرشتوں کے یہ الفاظ تھے کہ ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ یہ وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ پس جب اللہ کے رسول سے آپ نے محبت کی تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز دیا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اب تیرے سے محبت کرنے والوں کے ساتھ رہوں گا۔

پس جو آپ سے محبت کرنے والے ہیں وہ کبھی اسلام کی غلط تصویر دنیا کے سامنے پیش نہیں کر سکتے۔ وہ جب مسجد میں آئیں گے تو خدا تعالیٰ کی خالص محبت دل میں لے کر آئیں گے۔ سجدہ کریں گے تو خالص اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کریں گے۔ اور پھر آپس میں بھی محبت اور پیار سے رہنے والے ہوں گے اور اپنے علاقہ میں بھی محبت، امن، صلح اور آشتی کا پیغام پہنچانے والے ہوں گے۔

پس یہ چیز ہے جو ہر احمدی کو جو اس علاقہ میں رہتا ہے، اس کا اظہار پہلے سے بڑھ کر کرنا چاہئے تا کہ اگر کوئی بھی شخص ایسا ہے جس کے دل میں کچھ شکوک و شبہات باقی رہ گئے ہیں گو کہ امیر صاحب کے بقول ٹاؤن کے لوگوں نے ان لوگوں کو نکال دیا یا اُن کو اپنے سے علیحدہ کر دیا یا ان کی طرف سے بیزاری کا اظہار کیا لیکن اگر کوئی ہے تب بھی، اگر ہمارے عمل ہمارے ہر مرد، عورت، بچے کے اندر ایسے ہوں گے جو امن، محبت اور پیار کا پیغام دینے والے ہوں گے اس علاقہ میں بھی اور آپس میں بھی تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ یہ لوگ مزید آپ کے قریب آئیں گے، مزید آپ کو دیکھیں گے اور وہ محبت کا پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے تھے اس علاقہ میں پھیلے گا اور اس محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کے وارث بنیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہر اس شخص کے ساتھ ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو جائے اس کو دنیا اور آخرت کی حسنات مل جاتی ہیں۔ یہ مقصد ہے مساجد کا کہ اس کے اندر بھی عبادات کے معیار قائم ہوں اور اس کے باہر بھی اعلیٰ اخلاق، محبت، پیار اور امن اور صلح کے معیار قائم ہوں۔ اللہ کرے کہ ہم یہ معیار قائم کرنے والے بنیں اور اس علاقہ میں احمدیت اور اسلام کا صحیح اور حقیقی پیغام پہنچانے والے ہوں۔ اب دعا کر لیں۔"

چنانچہ سوا چھ بجے یہ تقریب دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں اخروٹ کا ایک پودا لگایا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خواتین کے ہال میں تشریف لے گئے جہاں خواتین نے اپنے پیارے آقا کی زیارت کی سعادت پائی اور بچیوں نے اس موقعہ پر دعائیہ نظمیں اور گیت پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

اس تقریب میں شامل جرمن مہمانوں کے لئے ایک علیحدہ کمرہ میں چائے وغیرہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت ان مہمانوں کو بھی شرف ملاقات بخشا۔

باری باری سب مہمانوں نے اپنا تعارف کروایا۔ ان مہمانوں کا تعلق یہاں شہر Nidda کی حکومتی انتظامیہ سے تھا۔ ان میں شہر کی پارلیمنٹ کے ممبر بھی تھے، پروٹسٹنٹ چرچ کے نمائندے بھی تھے، کلچرل منسٹری سے تعلق رکھنے والے نمائندے بھی تھے، علاقہ کے میئر بھی تھے۔ یہاں کی اکانومک آرگنائزیشن کے نمائندے بھی تھے۔ اسی طرح بعض کا تعلق دوسرے شعبوں سے تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب کا حال دریافت فرمایا۔

کلچرل منسٹری سے تعلق رکھنے والے نمائندہ نے بتایا کہ ہم اپنے سکولوں میں مذہب اسلام کے بارہ میں پڑھانے کے لئے ایک مذہبی نصاب تیار کر رہے ہیں جس کی تیاری میں ہمیں کافی مشکلات ہیں، فرقوں کے آپس میں اختلافات ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میں نے پہلے بھی یہی کہا تھا کہ اگر آپ اپنے نصاب کی بنیاد قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و حدیث پر رکھیں گے تو پھر کوئی مشکل نہیں رہے گی۔ جو بھی بنیادی اصول اور بنیادی تعلیمات ہیں، وہ لیں۔

اس پر نمائندہ موصوف نے بتایا کہ اب ہم انہی لائنوں پر کام کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ سب سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ آپ لوگوں نے، یہاں کی انتظامیہ نے ہمیں اس علاقہ میں مسجد بنانے کی اجازت دی اور مسجد کی تعمیر کے لئے کوشش بھی کی جیسا کہ میں نے سنا ہے اور انہوں نے جماعت سے ہر طرح کا تعاون بھی کیا۔ یہ شرفاء ہوتے ہیں جن کی وجہ سے علاقوں میں امن قائم ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو جزا دے۔

میئر کے اس سوال پر کہ جرمنی میں حضور انور کا کتنا قیام ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ 24 جون سے یہاں جلسہ سالانہ ہو رہا ہے جو تین دن رہے گا۔ اس کے بعد چار پانچ دن کے لئے برلن جانے کا پروگرام ہے۔ پھر 2 جولائی کو یہاں سے واپسی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کا یہ علاقہ بہت ہی خوبصورت ہے، بہت اچھے مناظر ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہاں میرا پہلا وزٹ ہے، مجھے علم نہیں تھا، احساس نہیں تھا کہ یہ علاقہ اس قدر خوبصورت ہے۔ آپ نے اپنے آپ کو بہت خوبصورت علاقے میں چھپایا ہوا ہے۔ باہر کے لوگ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

ایک مہمان نے بتایا کہ ہمارا یہ علاقہ ملک جرمنی کے وسط میں ہے۔ مڈل ایریا ہے۔ اس طرح ہم جرمنی کے دل میں رہ رہے ہیں، یہ جرمنی کا دل (Heart) کہلاتا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: ہم جرمنی کے دل میں جرمنوں کا دل جیتنے آئے ہیں۔

اس پر مہمان موصوف نے کہا "ہمارے دل تو آپ پہلے ہی جیت چکے ہیں"۔

ایک مہمان کے اس سوال پر کہ حضور انور کی داڑھی سفید ہے لیکن چہرہ جوان نظر آتا ہے۔ حضور انور کی عمر کتنی ہے؟ حضور انور نے فرمایا میں تو 61 ویں سال میں داخل ہو چکا ہوں۔ مہمان کی عمر 52 سال تھی (ان کے بال بھی سفید ہو چکے تھے) حضور انور نے فرمایا کہ آپ مجھ سے نو سال چھوٹے ہیں۔

ایک نمائندہ نے یہ سوال کیا کہ حضور کب اور کس طرح خلیفہ منتخب ہوئے۔ کتنے نام پیش ہوئے۔ حضور نے فرمایا کہ اپریل 2003ء میں اس منصب پر فائز ہوا۔ باقاعدہ الیکشن ہوا تھا۔ ایک الیکٹورل کالج (Electoral college) ہوتا ہے جو انتخاب کرتا ہے۔ ان کیمرہ سیشن ہوتا ہے۔ سمجھ لیں پوپ کی طرح لیکن بغیر دھوئیں (smoke) کے۔ لیکن زیادہ وقت نہیں لیا جاتا ہے۔ دو تین گھنٹے کا پراسس ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کتنے نام تھے اور کتنے ووٹ تھے اس کا تو مجھے علم نہیں، نہ مجھے اپنے نام سے دلچسپی تھی۔ مجھے تو اس وقت پتہ لگا کہ جب چیئرمین نے آکر مجھے کہا کہ آئیں اور ہماری بیعت لیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ انتخاب مسجد فضل لندن میں ہوا تھا اور امیر صاحب جرمنی کو فرمایا کہ آپ بھی اس کے ممبر تھے۔

آخر پر حضور انور نے مہمانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ مجھے آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ آپ کا یہاں آنے کا شکریہ۔ امید ہے آپ دوبارہ بھی آئیں گے۔ آخر پر ان مہمان حضرات نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے اندرونی حصہ میں تشریف لے گئے جہاں مقامی جماعت کی مجلس عاملہ کے ممبران اور وقار عمل کرنے والے احباب اور دیگر گروپس نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کا شرف پایا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت یہاں کی ساری جماعت کو شرف مصافحہ سے نوازا اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

سات بج کر بیس منٹ پر یہاں سے "بیت السبوح" کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً چالیس منٹ کے سفر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی "بیت السبوح" تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی گاڑی سے اترے اور دفتر تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

فیملی ملاقاتیں

24 فیملیز کے 89 افراد نے شرف ملاقات پایا۔ ملاقات کرنے والوں میں فرینکفرٹ امارت کی مختلف جماعتوں کے علاوہ Lahr اور Fulda کی جماعتوں سے آنے والے احباب نے بھی اور پاکستان سے آئی ہوئی بعض فیملیز نے بھی ملاقات کی سعادت پائی۔ ہر ایک نے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو قلم اور چھوٹے بچوں کو از راہ شفقت چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام نو بج کر پچیس منٹ پر ختم ہوا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نو بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "بیت السبوح" تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ) ☆☆☆

نظم

خورشید احمد پربھاکر۔ درویش قادیان

خمارِ بادۂ ہستی کہیں مغرور نہ کردے
فریب رنگ و بُو دُنیا، خدا سے دُور نہ کردے

خدا کا قرب پانے کا، جوانی کا زمانہ ہے
یہ ملک الموت اے سالک، کہیں مغفور نہ کردے

ہے باغی نفس امارہ، یہ پاپوں سے بھرا پیکر
یہ انسان کو گناہوں پر، کہیں مجبور نہ کردے

اِدھر ہے مورتی پوجا، اُدھر کٹر پرستی ہے
بچھا دجاّل کا پھندا، کہیں محصور نہ کردے

کہیں آقا پرستی ہے، کہیں موقعہ پرستی ہے
تری خالص عقیدت کو، یہ ملیا میٹ نہ کردے

خدا کو چھوڑ کر عاقل، یہ دنیا اک فسانہ ہے
یہ تھوتھا فلسفہ آخر، چکنا چور نہ کردے

مضامین، رپورٹیں اور اخبار بدر سے متعلق اپنی قیمتی آراء اس ای میل پر بھجوائیں

badrqadian@rediffmail.com

ارشاد نبوی ﷺ
اَلصَّلوٰۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش: 2237-0471, 2237-8468

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز ۔ کشمیر جیولرز
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872-224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

ملک میں بڑھ رہی رشوت خوری اور ہماری ذمہ واری

(محمد یوسف انور۔ مدرس جامعہ احمدیہ قادیان)

رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں آگ میں جائیں گے۔(حدیث)

ہمارا ملک ہندوستان ایک بہت بڑا جمہوری ملک ہے جس کی آبادی تقریباً ایک ارب بیس کروڑ ہے۔ ہمارا ملک اللہ کے فضل سے سائنس اور ٹیکنالوجی میں کافی ترقی کر رہا ہے یہ تجارتی لحاظ سے دنیا کیلئے ایک بہت بڑی منڈی ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا کے اکثر ممالک ہندوستان کے ساتھ آئے دن مختلف سمجھوتے کرتے رہتے ہیں۔ یہاں ہر مذہب کے لوگ رہتے ہیں اور سبھی آزادی کے ساتھ اپنے اپنے طریق وعقائد کے مطابق عبادات بجالاتے ہیں ہر ایک شہری کو برابر کے حقوق حاصل ہیں لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے ملک میں رشوت خوری کا بازار گرم ہے جس کی وجہ سے ہمارے ملک میں بے چینی کی لہر ہے یہی وجہ ہے کہ کئی تنظیمیں اور حال میں انا ہزارے اس لعنت کو جڑھ سے ختم کرنے کی مہم میں لگے ہوئے ہیں۔ اس کے لئے انہیں بڑی تکالیف بھی اُٹھانی پڑیں اور جیل بھی جانا پڑا۔ رشوت خوری کا مرض ایک شخص سے دور نہ ہوگا بلکہ اس کے لئے ہندوستان کے ہر شہری کا فرض اور ذمہ داری ہے کہ وہ یہ عہد کرے کہ نہ رشوت لے اور نہ رشوت کسی کو دے۔ جب تک سارے ہندوستان میں ہر صوبے ہر شہر ہر گاؤں میں اس کو اُجاگر نہیں کیا جائے گا اور اس پر عمل نہیں کیا جائے گا تب تک ناممکن ہے کہ ہمارے ملک سے رشوت کی اور بیماری جس کی جڑیں مضبوط ہو چکی ہیں دور ہوسکے۔ ہم سب اس کے ذمہ دار ہیں ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ اپنے ملک کو رشوت سے پاک کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرے۔ کوئی بھی مذہب رشوت دینے یا لینے کی تعلیم نہیں دیتا ہے کیونکہ اسے بہت سے لوگوں کے حقوق تلف ہوتے ہیں اور ملک میں بگاڑ، بے چینی اور بربادی ہوتی ہے مذہب اسلام کے بانی آنحضرت ﷺ نے صاف صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ الرشی والمرتشی کلاھما فی النار یعنی رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں آگ میں داخل ہوں گے۔ بے شک وقتی طور پر ان دونوں کو مالی فائدہ پہنچتا ہے لیکن ایک دن وہ اس کی سزا ضرور بھگتیں گے بعض لوگوں کو تو اسی دنیا میں خدا تعالیٰ اس کی سزا دیتا ہے بعض کو مرنے کے بعد سزا ملے گی اور یہ حقیقت ہے کہ ایسے بہت سے لوگوں کو اسی دنیا میں خدا نے ذلیل کیا ہے۔ لوٹ کھسوٹ کرنا خواہ ملک کی جائیداد ہو یا کسی انفرادی آدمی کی ہو بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔ ایسے لوگ خواہ وہ کتنے بڑے عہدوں پر کیوں نہ ہوں قانون کی گرفت میں آہی جاتے ہیں۔ آج نہیں تو کل ضرور وہ گرفت میں آئیں گے۔ پچھلے دو تین سالوں میں جو گھوٹالے ہوئے اور رشوت خوری کے کیس سامنے آئے اُس کا نتیجہ یاد ہے۔ بڑے بڑے عہدوں پر فائز افسران اس وقت جیل میں بند ہیں اب اُن کی کیا عزت رہی بلکہ اپنی پارٹی اور قوم کی عزت کو بھی داؤ پر لگا دیا ہے۔ ہر سیاسی پارٹی میں اس قسم کے لوگ موجود ہیں اور موقع ملنے پر سبھی اپنا ہاتھ صاف کرتے ہیں۔ اگر ان سیاسی لیڈروں کو اپنے وطن سے حقیقی ہمدردی جذبہ وخلوص ہوتا تو وہ ہرگز ایسی حرکت نہ کرتے۔ جس کی وجہ سے ساری دنیا میں ہمارے ملک کی بدنامی ہوئی ہے۔

لوک سبھا اور ودھان سبھا یعنی پارلیمنٹ جو کہ سارے دیش کے لئے ایک اونچی اور عزت والی جگہ ہے وہاں پر ہمارے ان ممبران نے کیا گل کھلائے اور کیا کچھ نہیں کرتے ہیں۔ کرسیاں میز فائلیں ایک دوسرے پر پھینکی جاتی ہیں۔ شور وغوغا کیا جاتا ہے دھرنا دیا جاتا ہے نوٹ کی گڈیاں اُچھالی جاتی ہیں۔ جب بھی ملک کے دفاع یا ملک کی مضبوطی یا ملک کے اقتصادی امور پر بحث ہوتی ہے بجائے اس کے کہ اچھے اور نیک مشورے دیئے جائیں جو ملک کو غربت بے روزگاری اور رشوت خوری سے نجات ملے اور کاشت کاری کو بڑھاوا ملے اس کے اُلٹ وہاں سیاست کا کھیل کھیلا جاتا ہے ایک دوسرے کو نیچے گرانے اور اپنی سیاست کو چمکانے کی باتیں کی جاتی ہیں دیش کا ہمدرد لیڈر وہی ہے جو دیش کیلئے سوچتا ہے نہ کہ اپنی سیاست کو چمکانے کیلئے۔ ہمیں تو دیکھ کر بہت حیرانی اور افسوس ہوتا ہے کہ جب یہ لوگ ووٹ لینے کیلئے عوام کے پاس جاتے ہیں تو کتنی میٹھی میٹھی اور خوش کن باتیں کرتے ہیں انتخاب میں کامیاب ہوتے ہی ان کا دل و دماغ 5 سال کیلئے بدل جاتا ہے شاید بہت کم ایسے لیڈر ہیں جن کے دل میں خوف خدا ہے جو کہ کسی حد تک اپنے کئے ہوئے وعدے پورے کرتے ہیں۔

جہاں تک رشوت کی بات ہے میرے خیال میں ہندوستان میں ہر جگہ رشوت سے ہی کام جلدی ہوتے رہے ہیں ورنہ مہینوں کام ہوتا ہی نہیں اور رشوت سے ہی ایک دوسرے کے حقوق تلف بھی ہوتے ہیں۔ نیچے سے لیکر اوپر تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ حصہ رسدی کی بڑے آفسران تک پہنچ جاتی ہے چپڑاسی یا گیٹ کیپر اگر کسی سے رشوت لیتا ہے اور پھر اندر جاکر اُس آدمی کا کام ہو جاتا ہے تو یہ رقم بڑے صاحب کو ہی ملتی ہے بعض جگہ کلرک یہ کام کرتے ہیں ڈر کسی کو نہیں ہے۔ کیونکہ سارے ہی اس بیماری میں ملوث ہیں۔ دینی ادارہ ہو یا دنیاوی ادارہ ہو جہاں اور جب جگہ بھی ایسا کام ہوگا وہ خدا اور اس کے رسول کی نظر میں غلط ہے۔ اور گناہ ہے سزا ضرور ملے گی۔ اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔

ہندوستان انہیں وجوہات کی وجہ سے بہت پیچھے رہ گیا ہے ورنہ ہمارا ملک اقتصادی لحاظ سے کافی مضبوط ہوتا۔ ملک میں لاکھوں کروڑوں لوگ غریب ہیں جن کے پاس رہنے کیلئے مکان نہیں، زمین نہیں، پہننے کیلئے کپڑا نہیں، بہت سے بھوکے سوتے ہیں۔ لیکن اکثر سیاستدانوں کو اس کی بالکل فکر نہیں ہے۔ جب الیکٹرانک میڈیا پر ان مختلف سیاسی جماعتوں کے اہم لیڈروں کو کسی موضوع پر بات چیت یا گفتگو کیلئے بلایا جاتا ہے وہ منظر بھی دیکھنے والا ہوتا ہے اُس وقت بھی ان کی رسہ کشی نظر آتی ہے کوئی لیڈر اپنی غلطی ماننے کو تیار نہیں ہوتا ہے صرف ایک دوسرے کی کمزوری کو اُبھارنے میں لگ جاتے ہیں۔ اب جبکہ پانی سر سے بہہ گیا ہے اور اب کافی دیر ہو چکی ہے عوام میدں کچھ بیداری ہو چکی ہے۔ شائد اب آئندہ انتخابات جب بھی ہوں کچھ نئی چیز دیکھنے میں آئے۔ اگر اب بھی عوام نے صحیح فیصلہ نہیں کیا تو یہ رشوت خوری ہرگز ختم نہ ہوگی اب اُن ہی لیڈروں اور امیدواروں کے حق میں ووٹ ڈالا جانا چاہئے، جو واقعی اپنے وطن کیلئے درد اخلاص جذبہ و ہمدردی رکھتے ہیں۔ تو انشاء اللہ ملک آگے کی طرف بڑھے گا اور ترقی کرے گا۔

جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے رشوت کے بارے میں فرمایا: ''رشوت ہرگز نہیں دینی چاہئے یہ سخت گناہ ہے میں رشوت کی یہ تعریف کرتا ہوں کہ جس سے گورنمنٹ یا دوسرے لوگوں کے حقوق تلف کئے جاویں۔ میں اسے سخت منع کرتا ہوں لیکن ایسے طور پر کہ بطور نذرانہ یا ڈالی اگر کسی کو دی جاوے جس سے کسی کے حقوق کے اتلاف مدنظر نہ ہوں بلکہ اپنی حق تلفی اور شر سے بچنا مقصود ہو تو یہ میرے نزدیک منع نہیں اور میں اس کا نام رشوت نہیں رکھتا۔

کسی کے ظلم سے بچنے کی شریعت منع نہیں کرتی بلکہ فرمایا۔ لا تلقو بایدیکم الیٰ التَّھْلِکَۃِ۔'' (البقرہ 196)

(بحوالہ الحکم جلد 6 نمبر 29 مورخہ 17 اگست 1902ء صفحہ 9)

دور حاضر میں ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم سب ایک ملک کے باشندے ہیں اور ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں ہمارا خدا ایک ہے۔ اور سب انسان ہیں اور ہمارا معاشرہ ایک ہے ہمیں چاہیئے صفائے سینہ کے ساتھ ایک دوسرے کا ساتھ دیں ہر ایک کے دُکھ شک غم خوشی میں شریک ہوں۔ کسی بھی معاملے میں ہم امتیاز نہ کریں۔ نفرت کدورت کو بالکل دل سے نکال دیں۔ اور حُبّ وطن کے تحت ملک کو مضبوط بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں۔

''اے ہموطنو! وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ اور وہ انسان انسان ہے۔ جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔ مثلاً جو جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کو دی گئیں وہی تمام قومیں عربوں فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کو بھی عطا کی گئیں۔ سب کیلئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے اور سب کیلئے اُس کا سورج اور چاند اور کئی ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں۔ اور دوسری خدمات بھی بجالاتے ہیں۔ اس کی پیدا کردہ عناصر یعنی ہوا اور پانی اور آگ اور خاک اور ایسا ہی اُس کی تمام پیدا کردہ چیزوں اناج پھل اسے تمام قومیں فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ پس یہ اخلاقِ ربانی ہمیں یہ سبق دیتے ہیں کہ یہ بھی اپنے بنی نوع انسانوں سے مروت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں۔

فرمایا یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دور نہیں ہوسکتیں اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل ہو جاتی ہیں۔

فرمایا: پیار و صلح جیسی کوئی چیز نہیں۔ آؤ ہم اس معاہدہ کے ذریعہ ایک ہو جائیں اور ایک قوم بن جائیں ایک دوسرے کے نبی رشی اوتار کی عزت کریں۔ (پیغام صلح)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں رشوت سے محفوظ رکھے اور نیک راستے پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

☆☆☆

120 واں جلسہ سالانہ قادیان بتاریخ 26-27-28 دسمبر 2011 بروز سوموار، منگلوار، بدھوار

احباب جماعت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 120 ویں جلسہ سالانہ قادیان کی ازراہ شفقت منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلسہ مورخہ 26-27-28 دسمبر 2011 بروز سوموار۔ منگلوار اور بدھوار منعقد ہوگا۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس للہی اور بابرکت جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ احباب جماعت بالخصوص زیر تبلیغ افراد کو اس جلسہ میں شرکت کی تحریک کرتے رہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس جلسہ میں شرکت فرمائیں۔ نیز جلسہ سالانہ کی نمایاں کامیابی اور ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 60 Thursday 10 Nov 2011 Issue No.45

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 40 Pounds or 60 U.S. $
: 45 Euro
: 65 Canadian Dollar

تحریک جدید کے 78 ویں سال کے آغاز

امسال تحریک جدید میں 66,31,000 پاؤنڈ کی قربانی جماعت نے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی۔

یہ گزشتہ سال کے مقابلہ 1182000 پاؤنڈ زیادہ ہے۔ یہ اضافہ چندہ دینے والوں کی تعداد اور معیار قربانی دونوں میں ہے۔ توحید اور قرآن کریم کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا، نیک فطرتوں کو آنحضرتؐ کے جھنڈے تلے جمع کرنا یہ وہ وسیع و عظیم کام ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کے سپرد فرمایا ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 4 نومبر 2011 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا حضرت مسیح موعودؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ دنیا کے مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر ہے جو قرآن مجید لایا ہے اور دار النجات میں داخل ہونے کیلئے دروازہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ پس اس زمانہ میں جس جری اللہ نے قرآن مجید کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانا تھا قرآن کریم کی تعلیم کو دنیا کی ہر زبان میں پہنچانا تھا وہ یہی عاشق غلام صادق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام ہیں۔ آپ ہی وہ اللہ کے پہلوان ہیں جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا جھنڈا دنیا میں پھہرا کر بھٹکی ہوئی دنیا کو روحانیت کے راستے دکھائے تھے آپ کا روحانیت سے بھرپور لٹریچر اور ہر ایک لمحہ اس بات پر گواہ ہے کہ آپ نے اس کا حق ادا کر دیا۔ اس زمانہ میں جبکہ معمولی وصائل تھے اتنا بڑا کام صرف خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل توکل کے ذریعہ ہوا۔ آپ نے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے مانگا اور اللہ تعالیٰ نے ہر موقعہ پر آپ کی مدد فرمائی۔ گو دنیاوی وصیلوں کو بھی آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کیا مگر کسی پر بھروسہ نہیں کیا آپ نے قربانیوں کی تحریک کی مگر کبھی بھی خدا تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی اور پر توکل نہ کیا۔ پس ایسے شخص کا جو برصغیر کے ایک دور دراز قصبہ کا رہنے والا تھا، اعلان کرنا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے قرآن مجید کی تعلیم پھیلانے اور دلوں میں بٹھانے کا کام سپرد کیا ہے معمولی اعلان نہ تھا اور پوری دنیا نے دیکھا کہ یہ پیغام نہ صرف ہندوستان میں پھیلا بلکہ یورپ و امریکہ تک پہنچا۔ اسلام کی عظمت دلوں میں بیٹھنے لگی بڑے بڑے پادری آپ کے مقابلہ پر جب آئے تو یا تو ذلیل و رسوا ہوئے۔ یا خدا تعالیٰ کے غضب نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ اور مخالفین کے تباہی و بربادی کے نظارے برصغیر کے علاوہ یورپ و امریکہ نے بھی دیکھے۔ لیکن افسوس ان مسلمان پیروں فقیروں اور مولویوں پر کہ ان کی آنکھیں یہ نظارے دیکھ کر نہ کھلیں لیکن خدائی تقدیر کا یہ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان کی مخالفت کھاد کا کام کرتی ہے۔ آج تک ہم یہ نظارے دیکھ رہے ہیں کہ جب بھی جماعت کو کسی بھی جگہ کسی طریق سے دبانے کی کوشش کی گئی اللہ تعالیٰ کی یہ جماعت ایک نئی شان سے اللہ کے فضلوں کی وارث بنتی گئی اور ترقی کی طرف گامزن ہوئی یہ اللہ کا فضل جماعت پر اس لئے ہے کہ جماعت نے اس مقصد کو پیش نظر رکھا جس کا ذکر حضرت مسیح موعود نے رسالہ الوصیت میں ان الفاظ میں فرمایا تھا۔

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ تو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے“۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ پس دنیا کو دین واحد پر جمع کر کے توحید کو قائم کرنا، قرآن کریم کی حکومت دنیا میں قائم کرنا اور نیک فطرتوں کو آنحضرتؐ کے جھنڈے تلے جمع کرنا یہ وہ وسیع و عظیم کام ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کے سپرد فرمایا۔ مگر یہ کام اپنی حالتوں میں پاک ہوئے بنا اور مسلسل قربانیوں کے بغیر ممکن نہیں ہے جب تک ہم یہ قربانیاں کرتے رہیں گے ہم اللہ کے فضل کے وارث ہوں گے۔ آج تک جماعت کی یہ شان ہے کہ جماعت میں حیث الجماعت آگے بڑھتی چلی جارہی ہے اور اس کے لئے پاک تبدیلی کرتے ہوئے قربانیاں دے رہی ہے۔

اگر اس مقصد کے حصول کیلئے دعاؤں کی طرف توجہ تو ہم خدا کے فضلوں کے نظارے دیکھتے رہیں گے اللہ کے فضل سے جب بھی جماعت کو توجہ دلائی گئی تو جماعت نے ہمیشہ لبیک کہا اور پہلے سے بڑھ کر تبدیلیاں پیدا کیں۔ گزشتہ دنوں میں جماعت کو نفلی روزہ کی تحریک کی گئی تھی۔ اس پر پوری دنیا کی احمدی جماعتوں نے لبیک کہا اور اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں اور ہر ایک احمدی بھائی کیلئے جو تکالیف میں مبتلا ہیں دعاؤں میں لگ گئے اور ایسے ایسے نمونے دکھائے جو اپنی مثال آپ ہیں۔ دین کی خاطر قربانیوں میں لوگ بڑھ رہے ہیں آج اللہ کے فضل سے ایم ٹی اے تبلیغ کا سب سے بڑا ذریعہ بنا ہوا ہے چار سیٹلائٹوں سے فائدہ اٹھایا جارہا ہے۔ دنیا کا کوئی کونہ اس سے باہر نہیں ہے۔

حضور انور نے تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ تحریک جدید کے اجراء کے وقت مخالفین، اسلام اور احمدیت کو مٹانے کیلئے تیار تھے۔ مسلمانوں کا ایک گروہ احمدیت کے مٹانے کے بلند و بانگ دعوے کر رہا تھا مگر حضرت مصلح موعودؓ کی اس تحریک کے کرنے پر احمدی بچوں بڑوں نے قربانیاں کیں اور اس کے نتیجہ میں آج ہم دنیا میں احمدیت کے پھل دار درخت دیکھ رہے ہیں جہاں مختلف لازمی چندوں اور دوسری تحریکات میں جماعت کے افراد قربانیاں کر رہے ہیں وہاں تحریک جدید میں بھی قربانیاں کر رہے ہیں۔ آج کل دنیا مالی بحران سے دوچار ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ قربانیاں خدا کی حمد سے لبریز کر دیتی ہیں۔ حضور انور نے ضمناً بیان فرمایا کہ معلوم نہیں کہ یہ مالی بحران کہاں جا کر ٹھہرے اور کیا شدت اختیار کرے۔ اس لئے احمدیوں کو اپنے گھروں میں کچھ نہ کچھ خشک جنس رکھنی چاہیئے۔ یہ دُعا بھی کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو اس کے پیدا کرنے والے کو پہچاننے اور اس کے غضب سے محفوظ رکھے۔

حضور نے جماعت کی مالی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ساری دنیا میں احباب کئی طرح کی قربانیاں کر رہے ہیں اور ہم اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے افضال الٰہی کے نزول روزانہ مشاہدہ کر رہے ہیں۔ حضور انور نے افراد جماعت کے بعض نمونے پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ کئی احباب نے اپنی استطاعت سے بڑھ کر چندے ادا کئے اس ضمن میں حضور انور نے آسنور کشمیر، بھارت کے ایک معمر دوست کا واقعہ بیان فرمایا کہ ان کا گزارہ صرف پینشن پر تھا جب ان سے انسپکٹر تحریک جدید وعدہ جات بڑھانے کے سلسلہ میں ملے تو باوجود اس کے کہ ان کی دواؤں کا خرچ پینشن سے بڑھ کر تھا انہوں نے فوراً خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہا اور کہا کہ جب خدا نے میرا دنیاوی ادویات کا بجٹ بڑھا دیا ہے تو میں آخرت کے بجٹ میں کمی کیوں کروں۔

حضور انور نے تحریک جدید کے 78 ویں سال کے آغاز کا اعلان فرماتے ہوئے فرمایا کہ امسال 6631000 پاؤنڈ کی قربانی جماعت نے کی۔ یہ گزشتہ سال کے مقابلہ 1182000 پاؤنڈ زیادہ ہے۔ یہ اضافہ چندہ دینے والوں کی تعداد اور معیار قربانی میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رقم میں برکت ڈالے اور جماعتی منصوبے پورے کرنے میں کبھی برکت ڈالے دنیا کی جماعتوں میں علی الترتیب دس اولین جماعتیں یہ ہیں۔

۱۔ پاکستان۔ ۲۔ امریکہ۔ ۳۔ مرمنی۔ ۴۔ برطانیہ۔ ۵۔ کینیڈا۔ ۶۔ ہندوستان۔ ۷۔ انڈونیشیا۔ ۸۔ آسٹریلیا۔ ۹۔ ایک عرب ملک۔ ۱۰۔ سوئٹزرلینڈ۔ فی کس ادائیگی کے لحاظ سے ایک عرب ملک کے بعد امریکہ دوسرے نمبر پر ہے۔ شاملین کی تعداد کے لحاظ سے نائجیریا اول نمبر پر ہے۔ انہوں نے 56000 نئے افراد شامل کئے۔ پاکستان کی جماعتوں میں علی الترتیب لاہور، ربوہ، کراچی ہیں۔ ہندوستان کی جماعتوں میں کرولائی، کالی کٹ، حیدرآباد، کلکتہ، کینانور ٹاؤن، قادیان، کوئمبٹور وغیرہ ہیں۔

خطبے کے آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان قربانی کرنے والوں کے اموال و نفوس میں برکت فرمائے۔ (آمین)

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے
فون نمبر: 0924618281, 04027172202
09849128919, 08019590070
منجانب:
ڈیکو بلڈرز
حیدرآباد۔
آندھرا پردیش